بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

[illegible] وقار مسمی بہ

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

یعنی دیوان شاعر شیرین زبان [illegible]

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مزین مقبول چھپا ہوا

رفاہ دوست خاص و عام بلکہ خیر خواہ کافۂ انام مالک مطبع اودھ اخبار **نولکشور** نام
ناظرین باتمکین کی خدمت والا مین گزارش کرتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام مین دیوان غزل **کنور**
کشن کمار وقار رئیس مراد آباد کا اس مطبع مین طبع ہوا ویعون وصون حکیم سخن آفرین مقبول و پسند
ہر طبع ہوا اگر اس مقام پر فصاحت و شوخی کلام بیان ہو بالیقین لوگون کو یار فروشی کا گمان ہو اس واسطے
ستودگی و محمودگی مضامین و صفائی بندش و پاکیزگی طبع حوالہ ملاحظۂ اصحاب سخن و ارباب فن کے
کر کے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہون کہ یہی موقع اُس کے ادا کا ہی۔ بحکم شوق مختصر سی مختصر
حال فرخ فال کنور صاحب باندازہ اپنے علم و آگہی کے بے سرگوشی خامہ قلمبند کرتا ہون اور تکلیف
تکلف و آزار تصنع ناپسند کرتا ہون۔ **کنور کشن کمار** صاحب وقار مہین فرزند راے
پردمن **کشن** صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بدایون کے ہین۔ مورث
اعلیٰ کو **محمد شاہ** پادشاہ دہلی نے خطاب راے سے سرفراز فرمایا کہ عہدۂ وکالت پر مراد آباد مین
امتیاز و اعزاز بخشا اُس وقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد قائم ہوئی جد امجد یعنی راے **آتمارام**
عہد دولت مہد نواب آصف الدولہ بہادر مین خدمت جلیلہ نیابت چکلہ داری چودہ محال
بجنور پر سربلند و ارجمند ہوئے۔ جب یہ ملک تقسیم دس آنہ و شش آنہ مین کمپنی انگریز بہادر کے
قبضۂ دخل مین آیا راے آتمارام عہدۂ منشی عدالت دیوانی مراد آباد پر کہ اُس وقت یہی
عہدہ نہایت درجہ کا معزز تھا ممتاز ہوئے آخر روزگار ترک کر کے اضلاع مراد آباد و بجنور و
بدایون مین تعلقہ خرید فرمایا کہ بافضال الٰہی ابتک بدستور رہے بلکہ اُنھین کی برکت و نیت
سے یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کہ خیرسگالی روساء و عمائد کے واسطے ایک عیار
کامل تھا راے پردمن کشن صاحب کے اقبال تنومند نے خوبیون کے ساتھ زور دکھائے
اگر یہ حال شرح و بسط سے تحریر مین آئے ایک دوسرا دفتر تیار ہو جائے لہذا مجملاً کیفیت لکھتا ہون
کہ جو امور انتظام حکام وقت نے یعنی صاحب **مجسٹریٹ بہادر** مراد آباد اور کارمیکل

صاحب بہادر مجسٹریٹ بدایون نے سپرد فرمائے رائے صاحب نے عمدہ شائستگی سے
انجام دیے جیساکہ چاہیے پوری پوری تعمیل کی جبکہ مراد آباد مین سپاہ نے آتش بغاوت
بھڑکائی حکام نے نینی تال و میرٹھ کی راہ لی۔ مجو خان کی نوابی قرار پائی رائے صاحب
کسی پیرایہ سے شریک کردار ناہنجار کے نہوئے جادۂ خیر خواہی پر ثابت قدم رہے گوکہ اُس
وقت انواع انواع قسم کی تکلیف پہونچی یعنی باغیون نے فیل و اسپ و جھکڑا و دیگر اسباب پر
دست غارت دراز کیا۔ جب والی رام پور نے بحکم حکام انگریزی ضلع مراد آباد و بجنور کا بندوبست
کیا رائے صاحب موصوف کی صلاح امورات انتظام مالی و ملکی مین مقدم سمجھے ہنگام تسلط نواب
صاحب بہادر ہنگامہ باغیون مین رائے صاحب ممدوح نے بجمعیت چند ملازم ذاتی باغیون
سے ایک حصہ میگزین کا مع ایک توپ بلاپٹی کے چھین لیا ایک آدمی اور دو گھوڑے
باغیون کے زخمی کیے ایک آدمی ادھر کا بھی زخمی ہوا۔ نینی تال پر معقول سرمایہ بحفاظت
اپنے آدمیون کے روانہ کیا۔ غرض کہ اس ضلع کے خیر خواہان انگلیشیہ مین نہایت ناموری
نامداری کی حاصل کی چنانچہ جلدو مین حسن خدمتی و خیر اندیشی کے سرکار نے کمال
قدردانی کے ساتھ سند مالگذاری و زمینداری کی عطا فرمائی کہ موجب رشک دشمنون کا
ہے ہم سند موصوفہ کو ذیل مین کمال خوشی سے درج کرتے ہین۔ رائے صاحب بجمیع صفات
موصوف ہین آج ہندوستان مین مشہور و معروف ہین فی الحقیقت رائے صاحب عقیل
عصر و فرزانۂ دہر ہین فیاض بھی ہین رحم دل بھی ہین آپ کی سرکار کی نوکری جاگیر ہے
بجائے چاکر متوفی اُس کا وارث قائم ہوتا ہے۔ چشم بد دور ماشاءاللہ کنور صاحب
خلف الرشید ہین کہ رائے صاحب سے بھی وضعداری و نیک اندیشی و کرم و عنایت
مین قدم بڑھا کر رکھتے ہین ایزد بسیار بخش اس سے زیادہ بخشے اور ہمیشہ توفیق نیک
رفیق رکھے آمین ثم آمین

نقل پروانہ محکمۂ عالیہ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی
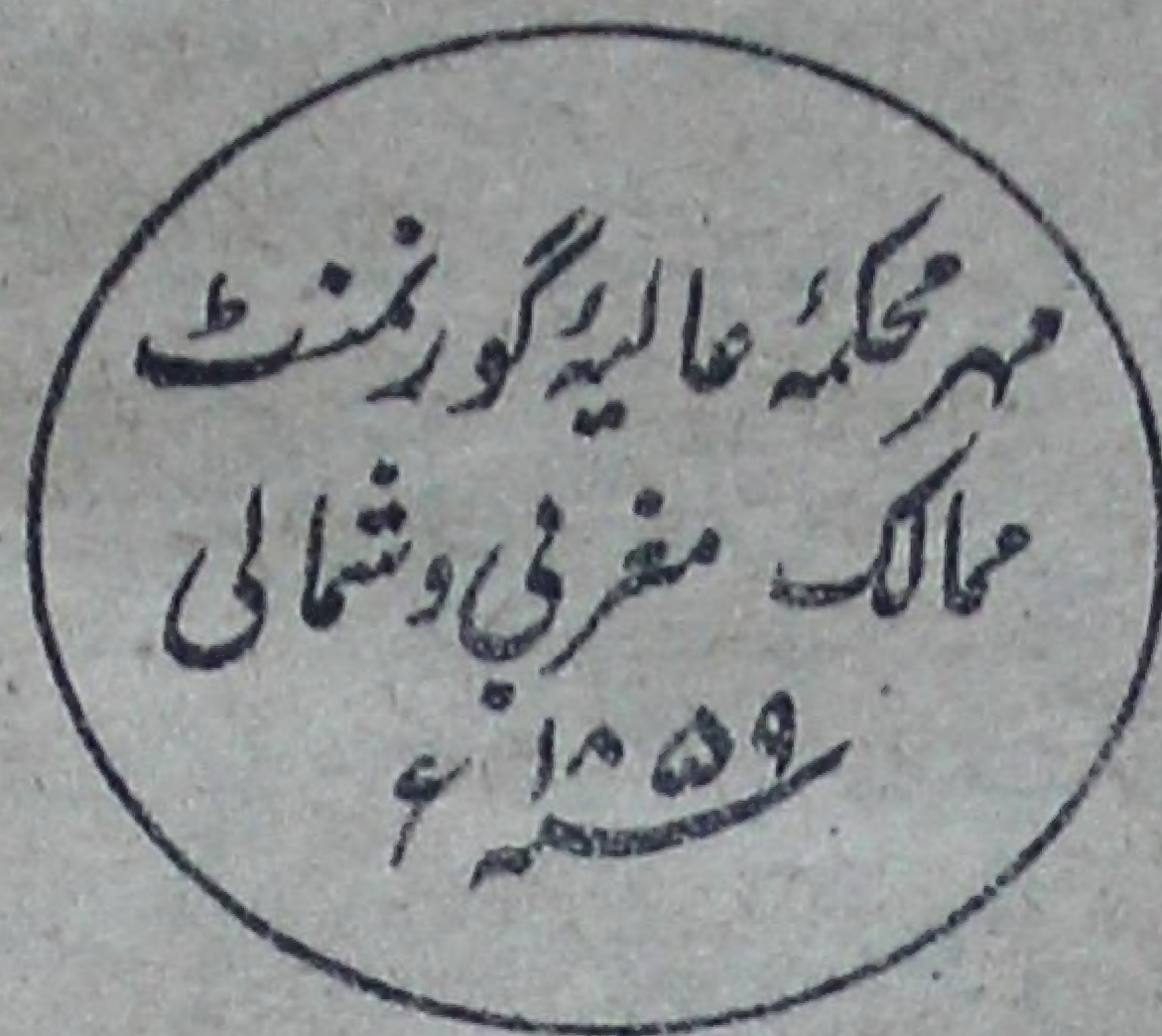
مہر محکمۂ عالیہ گورنمنٹ
ممالک مغربی وشمالی
۱۸۵۹ء

دستخط انگریزی

رفعت وعوالی مرتبت پرمن کشن تعلقہ دار ساکن مراد آباد مورد مراحم والا باشند

دریں ولا از روی رپورٹ صاحب کمشنر بہادر روہیلکھنڈ مرقومۂ ۶ دسمبر ۱۸۵۸ء نمبر ۳۴۹ بحضور معدلت وستوبندگان فیض نشان نواب معلی القاب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ مبرہن وہویدا گشت کہ آن عوالی مرتبت بایام بلوۂ باغیان شقاوت شعار بحضور صاحبان انگریز بہادر مقیم کوہ نینی تال ومیرٹھ اخبار باغیان نکبت نشان رسانیدند واسباب رسد وخورد ونوش وغیرہ فرستادند ونیز زر مالگذاری سرکار یکشنگی ادا نمودند واز حسن ارادت وعبودیت خویش انتظام سہ پرگنہ باحسن الوجوہ کردند چنانچہ دریافت اینہمہ مراتب خیرخواہی ودولت سگالی سرکار ذوی الاقتدار موجب غایت رضامندی وخوشنودی خاطر بندگان نواب صاحب محتشم الیہم گردیدہ وبرای عطای زمینداری جمعی ۳ ہزار روپیہ حکم فیض شیم بشرف نفاذ پیوست لہذا حسب فرمان افاضت توامان نواب صاحب مفخم الیہم پروانہ کرامت نشانہ ہذا جہت اعلان رضامندی نواب صاحب معظم الیہم بآن عوالی مرتبت مرحمت میشود تا موجب فخر ومباہات بین الاماثل والاقران گردد فقط مرقوم ۲۰ جنوری ۱۸۶۰ء

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمۂ فکر رسا جلوۂ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع رنگین مقبول جہان ہوا

شمارِ غزلیات	بسم اللہ الرحمن الرحیم	تعداد اشعار
۱	ردیف الف	۹

احسان بے کرانہ ہے یہ کردگار کا
مجھ بندہ کو خطاب دیا ہے وقار کا

گل کو کیا ہے خار کا جو آفتاب گیر
یہ رنگ وہ ہے خون ہو جس پر ہزار کا

دیر و حرم میں جلوۂ وحدت ہی آشکار
زنار و سبحہ میں بھی نہیں فرق تار کا

بمثیل و بے مثال ہی خالق ہی خلق کا
محتاج وہ نہیں ہی کسی کار وار کا

یہ زرد و سرخ جلوۂ صنعت اُسی کا ہی
وہ مخترع خزان کا وہ مبدع بہار کا

مردود ہے معلم ملکوت کبر سے
آیا پسند اُس کو طریق انکسار کا

رازق ہے رزق کیڑے کو دیتا ہی سنگ میں
صادق اُسی پہ لفظ ہے پروردگار کا

ہے قہر اُس کے نور میں ہی مہر نار میں
جل جای کوہ نور سے ہو باغ نار کا

| ۲ | لکھے وقار کیا کوئی اُس کی ثنا و حمد
کہسار کو اُٹھائے یہ مقدور خار کا | ۱۱ |

دیکھکر آئینے مین ابرو وہ بسمل ہو گیا
یہ تماشا ہی نیا مقتول قاتل ہو گیا

حق ہوا ہستی نما معدوم باطل ہو گیا
میرا نالہ قفل منقار عنادل ہو گیا

آنا جانا پاس تک پہلے بھی کچھ آسان نہ تھا
دور کا بھی دیکھنا پر اب تو مشکل ہو گیا

رحم فرمایا جو اُس بیداد گر نے حال پر
قتل گاہ حسرت و ارمان مرا دل ہو گیا

امتیاز افشان کا ماتھے پر نہین ہے یار کے
یہ اچنبھا ہی عرض جوہر مین شامل ہو گیا

کُھل کے بیٹھو بے حجاب آنکھین ہماری بند ہین
ازدحامِ شوق نظارہ کا حائل ہو گیا

روک سکتے ہین نظر کو کب مرے تار رشک
بحر کسن موج سے پا در سلاسل ہو گیا

وحدت و خلوت مین لذت کثرت جلوت کی ہے
آنکھ کر لی بند جب نظارہ حاصل ہو گیا

یان تصرف عشق کا تھا وان کشش تھی حسن کی
خالِ عارض دیدۂ مشتاق کا تل ہو گیا

اک حسین کا ہی تصور دل مین ہر دم جلوہ ریز
کلبۂ تیرہ مرا خورشید منزل ہو گیا

۳	بند کر کے آنکھ یا دست زکی پر رکھ دیا ای وقار ایسی چڑھی تجکو کہ غافل ہو گیا	۱۱

ہم نے جب مضمون باندھا ابروِ خمدار کا
کاٹ ہر مصرع مین پیدا ہو گیا تلوار کا

مر گیا ہون دیکھکر مین آبِ دندانِ صنم
غسل کو میت کے پانی ہو درِ شہوار کا

عین نرگس کا بنے گا پھول قرطاس شبیہ
نقش کھینچے گا اگر بہزاد چشم یار کا

سینۂ صد چاک مین ہی نالۂ آتش فشان
تیلیون کا یہ قفس ہی مرغ آتش خوار کا

جنبشِ لب مین ترے ای ترک ہی قینچی کی کاٹ
ہے پیامِ مرگ ہلنا ابروِ خمدار کا

زخم وہ آئینہ رو دیکھے تو طوطی کی طرح
نکہتِ گل کا کسی نے آج تک دیکھا ہی رنگ
نشہ کی عینک نظارہ ہی تمھاری چشم کا
مرہم زنگار کا عالم سواد خط میں ہی
مختصر سا وصف یہ ہی روے رنگین کا ترے

زمزمہ پیرا ہو بیچا یا مرہم زنگار کا
کس طرح ثابت مجھے حسنِ وفا ہو یار کا
حال یکسان ہو رہا ہی مست کا ہشیار کا
اس قدر لکھا ہی مضمون سبزۂ رخسار کا
سبزۂ تازہ لقب ہی اس چمن کے خار کا

۴

بار دیگر قحط لگا یا کلک گوہر بار کو
اور بھی شاید ہی لکھنا کچھ وقار اشعار کا

۱۱

مین نہین کھانے کا دھوکا کا فرِ عیار کا
شب یہ تھا حیرت فزا سبزہ ترے رخسار کا
پا بگل ہو جائیگا حیرت سے کبک خوشخرام
نغمہ کا مذکور کیا گر گنگنائے بھی وہ شوخ
آفت بالائی طرہ کا تری نظارہ ہی
دل میں جا غم کو نہین کا ہیدگی ہجر سے
روکشِ انجم ہی ہر ذرہ مرے ویرانہ کا
خوب لوٹے گا یہ کالا چور دولت حسن کی
زلف شبگون نے دل روشن کو گھیرا ہی مرے
کھا گیا میں صاف دھوکا باغ میں سوتا ہی سایہ

بھید سب مجھ پر کھلا ہی سبحہ و زنار کا
ہو گیا آئینہ پر دھوکا مجھے زنگار کا
دیکھکر عالم تمھارے پاے کبر فتار کا
بند مرغانِ چمن کا قفل ہو منقار کا
قتل کرتا ہی تصور لٹ پٹی دستار کا
وصل پھر کیا ہو خیال عیش پہلو دار کا
آج جلوہ ہے یہ کس کے چاندسی رخسار کا
پاسبان خالِ سیہ ہی یار کے رخسار کا
ہی قیامت کعبہ پر نرغہ ہوا کفار کا
دیکھکر عارض یہ جلوہ گیسوے خمدار کا

۵ — چشم ساقی چوم لی کل رات مستی مین وقار
کام ہم سے عین غفلت مین ہوا ہشیار کا — ۹

کس کس بلا سے شب دلِ حیران دوچار تھا — ہذیان و غش کبھی کبھی درد و بخار تھا
بے وعدہ رات گھر مرے آیا وہ سنگدل — تھی آہ کی کمند اثر کا شکار تھا
تارے تھے کف حباب فلک کہکشان سوار — شب جوش پر یہ دیدۂ طوفان نثار تھا
یان آہ آتشین کی زیارت لگی تھی رات — ہنگام گرم سازِ دلِ داغدار تھا
سودائے چشم یار مین دل کا کہان ہے داغ — وحشت زدہ تھا مست تھا آہو سوار تھا
ای کاش آئے فاتحہ کو میری قبر پر — حسرت نصیب یہ دل امیدوار تھا
در پر تھا مین کبھی کبھی دیوار و بام پر — کیا جانے کس کے آنے کا شب انتظار تھا
نکلی نہ آرزو دل حسرت پرست کی — مین تم سے ایک بوسہ کا امیدوار تھا

۶ — مٹی بھی دی نہ ہاتھ سے اپنے وقار کو
اُس بیوفا کے دل مین قیامت غبار تھا — ۱۱

فریاد مری سنتے ہی وہ بام پر آیا — اللہ یہ نالے مین کہان سے اثر آیا
آئینے مین عکس اُس کے جو رخ کا نظر آیا — پھبتی کہی خورشید فلک سے اُتر آیا
جب مر گئے ہم نعش پہ وہ سیمبر آیا — جانے کو گئی جان مگر کام بھر آیا
جس روز سے دل اُس بت خودکام پر آیا — کیا کیا نہ سناتا ہے مجھے اپنا پرایا
لٹکا ہی جو گیسو کا تو بل کھاتی ہی کیون لٹ — دل جھونکا ہوا کا ہی یہ آیا جدھر آیا

پھر سینچے اُسے پیر فلک آب تبر سے
پھر نخل تمنا مین ہمارے ثمر آیا

تھی صبح شب وصل مرے بھور کا پیغام
وہ اُٹھے اُدھر اور مجھے غش ادھر آیا

یہ شوق بڑھا ہی یہان آئے جو فرشتہ
کہنے لگون دل سے کہ آرے نامہ بر آیا

اُٹھتے ہی دریار سے رستہ جو گیا بھول
کترا کے رہ دیر و حرم اپنے گھر آیا

ہستی مین مجھے راہ ملی ملک عدم کی
جس وقت یہان یار کمر باندھ کر آیا

کوتاہ **وقار** اپنی یہ تھی آج شب وصل
ہمراہ مہر شام کے وقت سحر آیا

کبھی جو وہ بت رعنا نظر نہین آتا
تو میری آنکھون مین کیا اشک بھر نہین آتا

کسی کو جوہر ذاتی نظر نہین آتا
وگرنہ کون ہی جس کو ہنر نہین آتا

نہ آئے وہ شہ خوبان اگر نہین آتا
مثل ہے شاہ فقیرون کے گھر نہین آتا

بڑھی ہی یاس یہان تک کہ میرے بالین پر
سوا سے گریہ کوئی چشم تر نہین آتا

مین ہون وہ ننگ خلائق کہ میری میت پر
بغیر نالہ کوئی نوحہ گر نہین آتا

دور نگیون سے زمانہ کی بس کہ نفرت ہے
پسند جلوۂ شام و سحر نہین آتا

نہ آئی جبکہ کبھی اُن کی ڈھل کی ایڑی تک
یہ کالا چاٹنے مٹی مگر نہین آتا

کبھی نہ میری تمنای دل ہوئی حاصل
یہ نخل وہ ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا

بسے ہین آنکھون مین میرے جو گورے گورے گال
نظر مین جلوۂ شمس و قمر نہین آتا

خبر نہین متوجہ ہی کس طرف وہ شوخ
خدنگ ناز کبھی اب ادھر نہین آتا

٨	نہیں ہی طالع قاصد میں باز گشت وقار جو پاس اُس کے گیا لوٹ کر نہیں آتا	١٣

اک چسکی می کی جبکہ نہ ہو جام ننگ کا
ہی مجکو پاس زہد کے ناموس و ننگ کا

ای دل خیال چھوڑ بت خانہ جنگ کا
شیشہ حریف ہو نہیں سکتا ہی سنگ کا

آئینہ صاف لوح زمرد کی بن گیا
ٹھہرا جو عکس ایک بت سبز رنگ کا

ای سوز ہجر دل نہ پسیجا کبھی وہان
یان شمع کو جلا گیا جلنا پتنگ کا

سوئیان جگر میں موے مژہ کی چبھائیے
ہان ہو نشانہ دل بھی نگہ کے خدنگ کا

برچھا وان سخت جانی کا میری اگر پڑے
جوہر تمھاری تیغ کا جوہر ہو سنگ کا

گر اُس غزال چشم کی فرقت میں آئے نیند
دست پلنگ ہو مجھے پایہ پلنگ کا

سرمہ لگا نہ آنکھ میں ای نور چشم ظلم
اچھا نہیں ہی مورچہ خنجر میں زنگ کا

اک ایک شعر کا مرے مضمون ہی چلبلا
دل میں خیال ہی جو کسی شوخ و شنگ کا

شیرین وہ حسن یار کا ہی جس کے روبرو
پھیکے سے پھیکا رنگ ہی اہل فرنگ کا

دیکھے نہ کوئی خلق میں مانی مری شبیہ
وہ لاغری میں چاہیے ایجاد رنگ کا

امکان سے بھی بڑھ کے جہان تک ہو ظلم کر
ہوتا ہی حوصلہ اسی سن میں امنگ کا

٩	ہوتی ہی پھر وقار سے جو آشتی و صلح ای خانہ جنگ ہم سے ہی پھر قصد جنگ کا	٦

کب نہ سودا ترا ای زلف سیہ فام رہا
طائر روح نہ کس روز تہ دام رہا

وہ یہ کہتے ہین کہ ننگ آتی ہی تجھ سے ملتے
تو سدا فرقۂ عشاق ہین بد نام رہا

واے قسمت جو گیا اُس کے مکان تک قاصد
گر گیا راہ مین خط یاد نہ پیغام رہا

چھوڑ دے اپنے تو سر پر سے تصدق کر کے
مجھ مین باقی نہ کچھ اے گردش ایام رہا

وصل کی شب بھی نہ تو ساتھ لپٹ کر سویا
وہی غمزہ ترا اے دشمن آرام رہا

۱۰

منتین کین تو نہ مانے جو مین روٹھا تو وقار
خود اُدھر سے ہی ملاقات کا پیغام رہا

۵

عکس پڑتے ہی روے رنگین کا
ہوا آئینہ دست گلچین کا

چاند سے مُنھ کا بوسہ لے لون گا
پھول توڑون گا آج نسرین کا

رخ گل غازے کا نہین محتاج
کیون ہوا اُس بت کو شوق تزئین کا

رکھ نہ اُس سے امید وصل اے دل
بو کبھی دے نہ پھول قالین کا

۱۱

غیرت آئینہ ہین شعر وقار
خوف کس کو ہے چشم بدبین کا

۹

شور ہے اُس کی خوش ادائی کا
سب کو سودا ہے آشنائی کا

اُس کے وعدے کا اعتبار اے دل
جس مین جوہر ہے بیوفائی کا

نعل ہی ماہِ نو ستارہ مہر
گل ہی گل اُس کی زیر پائی کا

روز دو چار خون کرتا ہے
یہ کلاوہ تری کلائی کا

ہوگی نالے سے میرے یہ ہمسر
منھ تو دیکھے کوئی ہوائی کا

آئینہ سے مقابلہ ہر دم
ہی یہ سامان خودنمائی کا
ان بتون کے اگر زبان ہوتی
دعوے کر بیٹھتے خدائی کا
آب حیرت مین آئینہ ڈوبا
روے جانان ہی اس صفائی کا

۱۲

گھر پر آیا ہوا تو روک وقار
وقت ہے بخت آزمائی کا

۶

وہان چل گیا آج فقرا کسی کا
بنی جان پہ پان کچھ نہ بگڑا کسی کا
لیا ہم نے دل دے کے بوسا کسی کا
ہوا ستے مولون پہ سودا کسی کا
وہ خودکام تم ہو کہ یہ وا نہین ہے
برا ہو کسی کا کہ اچھا کسی کا
اگر غنچہ چٹکا کہا بلبلون نے
یہ رسوائی کا ہی ڈھنڈورا کسی کا
مین گل کھاؤن بیدست ہاتھون پہ اپنے
اگر ہے تجھے چڑھ جائے چھلا کسی کا

۱۳

وقار اپنے دم سے مین رکھتا ہون مطلب
نہ طالب کسی کا نہ شیدا کسی کا

۷

قد جو بوٹا سا کسی کا جلوہ فرمانے لگا
دیکھ کر ہر نونہال باغ بتانے لگا
روبرو آتے ہی آئینہ کی چھاتی پھٹ گئی
حسن بالادست پر وہ شوخ اترانے لگا
دشت وحشت مین ترو وحشی کو جو غش آگیا
دست مژگان سے کف پا غول سہلانے لگا
گنبد گردون کو تھا گردش پہ اپنی گو غرور
دیکھ کر چکر مرے پاؤن کے چکرانے لگا
یار جب آیا مرے گھر ہو گیا بیہوش مین
آگیا مین ہوش مین جب یار گھر جانے لگا

مین بھڑک اُٹھون گا اک دن شعلۂ خس کی طرح		استخوان وہ آتش فرقت سے سلگانے لگا
۱۴	سایہ بھی دیکھا اگر ہمراہ اُس کے اے وقار شک نے کچھ کانو مین پھونکا رشک بس آنے لگا	۵
بعد مردن ساتھ میرے میرا سودا جائیگا آنکھ جھپکائے گی نرگس چشم تیری دیکھکر تاڑ لے محفل مین او بے دید دزدیدہ نظر روے رنگین کے مقابل لالہ داغی ہوا		ہڈیان سونگھے گا جو کتا وہ بورا جائیگا گل سے عارض کے بھی آگے پھول تپا جائیگا ہم ہین انسان مردمی کے ساتھ دیکھا جائیگا پوست باغی کا چمن مین آج کھینچا جائیگا
۱۵	کس لیے یہ جلدیان ہین صبر کر خیدے وقار ہے وہ کم سن رفتہ رفتہ راہ پر آجائے گا	۷
باغ مین کیا وہ پیرہن اُترا داغ دل سے مین پھر نہال ہوا جب کفن کی نئی ملی پوشاک عرق جسم یار تھا کہ شہاب اُس کو سمجھا مین نعمتِ منعم چڑھ گئی آنکھ پہ کمر اُس کی		کیون ترا منہ ہے اے سمن اُترا دل سے بلبل کے پھر چمن اُترا تب مرا جامۂ کہن اُترا ہو گئے گلرنگ پیرہن اُترا جب فلک سے غم و محن اُترا دل سے میرے اگر دہن اُترا
۱۶	یہ لگا دل وقار غربت مین کہ مری یاد سے وطن اُترا	۵

مین بے وفا نہوا اور وہ باوفا نہ ہوا — قسم خدا کی یہ ہی خاک سب ہوا نہوا

گہے جگر مین گہے دل مین گاہ جان مین رہا — ملا ہر ایک سے وہ بت پر ایک کا نہوا

ضعیف چشم صنم نے مجھے کیا ایسا — برنگ سایہ مین اُٹھکر کبھی کھڑا نہوا

یہ مانا آپ کی بھون ہلتے ہی ہوا بھونچال — مین کب نہ تڑپا کہ گردون پہ زلزلا نہوا

۱۷ — وقار نقل سے میری ہوا نہ غیر کو فیض
کہ ہڈی کھانے سے اُلو کبھی ہما نہوا — ۹

کون کہتا تھا کہ غربت مین وطن ہو جائیگا — عشرتِ شادی مجھے رنج و محن ہو جائیگا

کاٹ سر میرا ملکا بدن ہو جائیگا — کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جائیگا

گر اُٹھے تم بیٹھ جائین گے ہزار دن گھر ابھی — حشر کا ہنگامہ حال انجمن ہو جائیگا

یاد بھولے گا خدا کی شیخ تجکو دیکھکر — صاف بت پتھر کا ترشا برہمن ہو جائیگا

محتسب توڑیگا تو یہ چشم ساقی کے حضور — دیکھکر پیمانے کو پیمان شکن ہو جائیگا

گر یہی ہی گرمی بازار خالِ روے دوست — کم تلون کی مول سے مشک ختن ہو جائیگا

وضع سادہ ہی پسند خاطر سہل آشنا — جامہ عریانی کا ہلکا پیرہن ہو جائیگا

مرنے پر بھی محو ہونے کے نہین داغ جگر — یہ نہین وہ مہر و مہ جن کو گہن ہو جائیگا

۱۸ — حضرت تسلیم سے مجکو تلمذ ہے وقار
واجب التسلیم اب میرا سخن ہو جائیگا — ۱۱

طفل عاشق ہی ترا پیر ہی شیدا تیرا — کون عالم مین نہین چاہنے والا تیرا

آنکھ ڈالے نہ کہین چاہنے والا تیرا ‌ ‌ ‌ ‌ اپنی پہچان سے گزرے ہی شناسا تیرا

کونسا دل ہی کہ جس کو نہین الفت تیری ‌ ‌ ‌ ‌ کونسا سر ہی کہ جس کو نہین سودا تیرا

ہی اگر زلف سیہ شان نزول واللیل ‌ ‌ ‌ ‌ سورۂ شمس کی تفسیر ہی چہرا تیرا

ہی قسم تجکو لہو کی مرے مہندی نہ لگا ‌ ‌ ‌ ‌ خود بخود ہی گل روے سبدی پا تیرا

دھوپ چھانے لگی ہو وہان فرش کا لوگون کو گمان ‌ ‌ ‌ ‌ جس جگہ عکس پڑے ای گل رعنا تیرا

گل نوخیز ہی تو بلبل بدمست ہون مین ‌ ‌ ‌ ‌ عشق حصہ ہی مرا حسن ہی حصا تیرا

رخ دہن ہی ترا ای یار کمر عنقا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ اور اب تو ہی بتا وصف لکھون کیا تیرا

جان وایمان دو عالم ترا بیعانہ ہی ‌ ‌ ‌ ‌ تو وہ یوسف نہین جو مول ہو سستا تیرا

عمر بھر قید رہے خانۂ زنجیر مین ہم ‌ ‌ ‌ ‌ سر سے سودا نہ گیا زلف چلیپا تیرا

۱۹ ‌ ‌ تو جو تسلیم سے اُستاد کا شاگرد ہوا ‌ ‌ ای وقار اس سے ہی اس ملک مین ڈنکا تیرا ‌ ‌ ۹

خواب مین پھر کوئی مکھڑا چاند سا دکھلا گیا ‌ ‌ ‌ ‌ جھپکے آیا آتش دل کو مرے بھڑکا گیا

مین گیا پیچھے ترے دنیا سے تیرا کیا گیا ‌ ‌ ‌ ‌ جو نہ کہنا ہو وہ کہ جاتا ہی ہر آیا گیا

بوسۂ کاکل جو مانگا تو کہا تو سر چڑھا ‌ ‌ ‌ ‌ جب کہا کچھ اور مین نے بولے کیا اترا گیا

اُس کے پستان کو جو پکڑا مین نے تو وہ ہنس پڑا ‌ ‌ ‌ ‌ پھول پیچھے پایا پہلے پھل مرے ہاتھ آگیا

اب ترے بیمار ہجران کی یہ حالت ہی صنم ‌ ‌ ‌ ‌ سانس ادھر آئی اُدھر اُس کا بدل نقشا گیا

بال کی رسی ہی پھانسی کے لیے زلف دراز ‌ ‌ ‌ ‌ جو ہوا گیسو کا عاشق اُسمین لٹکایا گیا

نقل کرتا تھا مرے رونے کی ہنس ہنسکر وہ شوخ
درد دل سے گر کراہون مین تو وہ بد خو کہے

جب دکھایا آئینہ مین نے تو وہ تھرا گیا
ایسا چلاتا ہی کا فر مغز میرا کھا گیا

۲۰
رات سنبل زار گیسو مین ہمارا دل وقار
ہو گیا ہم سے جدا قصہ مٹا جھگڑا گیا

جانتا ہون مین خوب حال ترا
متحرک الف ہے تیرا قد
سرو آزاد ای گل تر ہے
کار فرما ہے تصور سے
سارے عالم کے نقص ہین تجھ مین
دل مین کچھ ہے زبان پہ کچھ ہی

تو کہان ہے کدھر خیال ترا
نہین ممکن ہے اتصال ترا
سایۂ قد بے مثال ترا
ہجر مین بھی رہا وصال ترا
ہے بڑا سب سے یہ کمال ترا
حال کے ہی خلاف قال ترا

۲۱
اور محبوب ڈھونڈھ ورنہ وقار
تجکو کھا جائے گا ملال ترا

امتحان جب کیا ہر چاہنے والا بھاگا
دل نہ تھا مے سے تھما اور نہ رو کے سے رکا
دل نے کی پہلو تہی لے گیا کروٹ وہ شوخ
دیکھا جی بھر کے نہ دل کھول کے آنکھین سینکین
ناتوان کیا کوئی جھیلے جو کڑی دھوپ پڑے

ہان مگر ایک نہ جانباز تمھارا بھاگا
شب فرقت مین سب مجھے چھوڑ کے تنہا بھاگا
ہی یہ سچ اپنا جو کھسکا تو پرایا بھاگا
خواب مین بھی جو ملا یار تو ایسا بھاگا
آیا وہ حسن جوانی پہ تو سایا بھاگا

یاد آتے ہی ترے ساتھ کا سونا ایجان
کیا قیامت تری رفتار کا ہی چال چلین

ہو کے بیتاب لحد سے مرا مردا بھاگا
فتنۂ حشر جسے دیکھکر اُلٹا بھاگا

۲۲

خوب تم نے بھی وقار آج بقول اُستاد
ہر جگہ ساتھ نئے لطف کے باندھا بھاگا

۱۲

غم مرا آپ اگر کھائیے گا
یہ نہ امید تھی جب آیئے گا
کس نے کی پنجہ مرجان کی جلا
یہ نہ ہو وقت نکل جائے کہین
دل کو رکھیے گا کف رنگین پر
رات کے بوسون سے ہین نیلے گال
سوز فرقت سے سراپا میرا
مہربان عرض کرون کل کے دن
گِر کِرا کھاؤ گے ورنہ صاحب
مول سے سود ہے پیارا مجکو
اب مین کہہ بیٹھون گا ایندی ہندی

ابھی غم خوارون مین کہلائیے گا
غیر کو ساتھ لگا لائیے گا
مہندی ہاتھون پہ نہ ملوائیے گا
بات رہ جائے گی رہ جائیے گا
آگ پر پارے کو ٹھہرائیے گا
منھ پہ یارون سے نہ کہوائیے گا
شمع کی طرح نہ پگھلائیے گا
چاند کی طرح نہ چھپ جائیے گا
خاک گلیون مین نہ چھنوائیے گا
اپنا معشوق بھی بلوائیے گا
بس زبان میری نہ کھلوائیے گا

دل یہ کہتا ہے کہ دیوان وقار
اپنا اب آپ بھی چھپوائیے گا

۲۳	ردیف بائے موحدہ	۱۰

ہین شب غم دل و جگر بیتاب
مضطرب جان ہی مگر بیتاب
سنگ ہین تو نہو شرر بیتاب
مضطرب حال صبح سے تا شام
کیا یہان ذکر مرغ بسمل کا
لکھون خط ہین جو دل کی بے چینی

رشک سیماب و برق ہر بیتاب
ایک ہین اور ادھر اُدھر بیتاب
میرے سینے ہین دل ہی پر بیتاب
شام سے دل ہی تا سحر بیتاب
مجھ سے بڑھ کر ہی وہ مگر بیتاب
مثل بسمل ہو نامہ بر بیتاب

۲۴	ہین ہون مضطر وقار بستر پر یا کہ پارہ ہے آگ پر بیتاب	۱۱

ملا لب سے مرے اب تو ذرا لب
نہین ہی پان ہوا سے چشمۂ خضر
جدا وہ غیر سے اک روز ہوگا
لیے منھ ہین ادھر صحت ادھر تھی
نہو گا سینہ تاب اے یار سینہ
خموشی ہین ملا گوہر صدف کو
ابھی مقراض سے پُرزے اُڑا دون
نہین ہی چشم خونی کا ترے خوف

کہ آئی جان ہی سینے سے تا لب
تمھارے ہین مجھے آب بقا لب
کہ لازم ہی نفاق روح و قالب
اگر ہین یار کے حب الشفا لب
نہ لوٹین گے کبھی لب کا مزا لب
نہ پایا کچھ ہوئے جس وقت وا لب
جو ہون حرف غرض سے آشنا لب
مسیح عہد ہین معجز نما لب

فلک پر چار سو آئین کا غل ہو
جگہ ملتی نہین حرف طرب کو
ملین میرے جو ہنگام دعا لب
غمون سے سینہ و دل ہین لبالب

۲۵
وقار اللہ دے آب گہر بھی
جو بخشے ہین صدف کے بے صدا لب
۵

منھ لگاتے ہی ترے ہی جام سے باہر شراب
گر نہ پی اے محتسب تو پی مگر یہ تو بتا
ہی تبرک ایک بھی ساقی کا ساغر ورنہ ہم
چو کھی سے چوکھا ہی بھرا دست ساقی کا مجھے
پی کم ظرفی کے کھلاتی ہی یہ جوہر شراب
ڈھائے گی کیا قلعہ اسلام چلو بھر شراب
پینے جب بیٹھے تو پی اٹھے گھڑے بھر بھر شراب
ورنہ اعلی قسم کی بدتر سے ہی بدتر شراب

ہجر ساقی مین شکر کی ہو کہ قندی ہو وقار
مجکو کڑوی نیب کے پتون سے ہی بڑھکر شراب

۲۶
ردیف بائے فارسی
۸

رخ سے لٹ زلف کی ہٹائین آپ
قہر ہی ہم سے منھ چھپائین آپ
چاند سا منھ مجھے دکھائین آپ
ہم بھی جائین گے آج اور جگہ
ایسے شوشے نہ پیش جائین گے
سو رہین یان خدا پہ کرکے نظر
تیرہ روزون کی شب گھٹائین آپ
ٹھنڈی آنکھون سے دل جلائین آپ
آگ دل کی مرے بجھائین آپ
گر نہین آتے ہین نہ آئین آپ
کوئی فقرہ نیا بنائین آپ
دل مین کچھ اور شک نہ لائین آپ

خوش نہین یہ زنانے نکتورے — ناک بھون غیر پر چڑھائین آپ

۲۷
کوئی جاکر وقار سے کہدے
کوچۂ عشق مین نہ جائین آپ
۹

ردیف تاے فوقانی

جب سے صبا نے سرو کو تیری سنائی بات — کہتا ہی کچھ نہ سنتا ہی اپنی پرائی بات
شیرین زبان ہین کتنے وہ فضل الٰہی سے — میٹھی لگی ہی کڑوی بھی گر لب پہ آئی بات
پس پس کے غم سے خون ہوا گو دل حنا — سرخی پاے یار کی ہرگز نہ پائی بات
اکبار بھی نہ کہہ سکا لکنت کی وجہ سے — سوبار گو کہ وصل کی ہونٹھون پہ آئی بات
نام خدا نہ جانتے تھے سات پانچ آپ — سب بول چال کی تمھین ہم نے سکھائی بات
مین نے کہا کچھ اُس سے تو غیرون سے کہہ دیا — کم سن تھا اس سے دل مین نہ اُسکے سمائی بات
بے اختیار رونے لگا منھ چھپاکے وہ — مرنے کی میرے بزم مین اُسکے جو آئی بات
اُس غنچہ لب کا کچھ یہ دہن تنگ سا ہی تنگ — سو بات گر کہی ہین تو اک کان آئی بات

۲۸
کوتاہ تھی وقار یہ میری شب وصال
بس صبح ہو گئی کوئی ہونے نہ پائی بات
۱۰

عیان قد سے ہین آثار قیامت — سراپا ہین وہ اسرار قیامت
نہین کھلتا نقاب روے دلدار — نہین ڈہتی ہے دیوار قیامت
تمھاری زلف ہے دیوان محشر — تمھارا قد ہی سرکار قیامت

بہار کشتگان ہے قتل گہ مین — پھلا پھولا ہے گلزار قیامت
متاع عدل کی سوداگری ہو — کھلے جس وقت بازار قیامت
وہ ترک آج آئے تو برسون مین آئے — کہ ہی رفتار رفتار قیامت
ازل سے ہی ملاحت کا ترے عشق — قدیمی ہون نمک خوار قیامت
ہجوم خلق ہی کوچہ مین اُس کے — مگر ہی آج دربار قیامت
تماشا ئیر ترے مقتل کا جو دیکھے — کرے منکر بھی اقرار قیامت

وقار اب تم لکھو یہ مصرع طرح
قیامت ہے عزادار قیامت

۲۹	ردیف تاے ہندی	۷

سن تمیز سے سوتا ہون ایک ہی کروٹ — دوئی سمجھتا ہون لینا مین دوسری کروٹ
شب فراق یہ دل کے کرب کی کھٹ کھٹ تھی — نہ آئی نیند اُسے تا سحر کسی کروٹ
جو ساتھ سوتا تو ملزم تھا بخت برگشتہ — نہین ہی شکوہ اگر اُس نے پھیر لی کروٹ
ضعیف غم مین ترے اس قدر رہی نہ قوت — ہوا اُدھر کا جدھر میری پھیر دی کروٹ
لپٹ کے سوئے گا وہ خط توامان کی طرح — مرا زمانہ اگر لے گیا کبھی کروٹ
مین وہ نہین ہون کہ ہونے دون اُسکی ہٹ پوری — پھر جدھر سے سولاؤن اُسے اُسی کروٹ

۳۰	وقار اور بھی پہلو ہی رات تھوڑی ہی نہ رکھو شاہد معنی کو تم اسی کروٹ	۵

ردیف ثاے مثلثہ

وصل کا آپ نے پہلے کیا اقرار عبث
بعد اقرار کے ای یار ہی انکار عبث

کیا نہ تھا پھیلنے کو سبزۂ عارض کافی
رکھا زخموں پہ مرے مرہم زنگار عبث

خلق سب لے موت موئی ابرو و مژگان پہ ترے
ہاتھ مین لی ہی چھری باندھی ہی تلوار عبث

پیشتر بیس چلی چشم کی تیرے گردش
اب مجھے روندتی ہی شوخی رفتار عبث

۳۱	کیا پڑی ایسی کسی کو جو سنے کوئی وقار طوق کا شور عبث بیڑی کی جھنکار عبث	۵

ردیف جیم تازی

حسن ان سے صاف مجھ سے ہوا یار کا مزاج
بگڑا ہوا ہی چرخ ستمگار کا مزاج

سرمہ کیا جو ترک نکد رہوئی وہ چشم
پرہیز سے بگڑ گیا بیمار کا مزاج

کاوش طلب جو پائے مرے پا کے آبلے
ملتا نہین ہی دشت مین ہر خار کا مزاج

ای یار یاد رکھ کہ نہین دل مین تاب ضبط
ہی فرض پوچھنا مجھے اغیار کا مزاج

۳۲	اپنے مزاج خوش کی سناؤ تو ید تم پوچھو وقار سے نہ گنہگار کا مزاج	۵

ردیف جیم فارسی

بیکار محض قتل مین تیرا ہی یار سوچ
ہر افگنوں کو ہو نہ دم کارزار سوچ

نکلے نہ کام رونے سے اب ای دل حزین
ہم نے کہا تھا پہلے ہی انجام کار سوچ

اُٹھا اگر ہی وہ گل تر خار خشک سے
ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہی نصیب مین

ای دل شتاب تو بھی کوئی گلعذار سوچ
بیفائدہ ہی کوئی گر سے اب ہزار سوچ

۳۳
خامہ اُٹھایا اور غزل لکھدی ای وقار
ہم کو نہین پسند ہی یہ بار بار سوچ
۸

قشقہ پیشانی پہ تو ای بت بے پیر نہ کھینچ
دل بیتاب کی تسکین تو ہونے دے ذرا تیغ
صدمہ پہونچے نہ کلائی کو کہین او قاتل
آتش رشک سے جلجائیگا پروانہ ابھی
کھینچ گردن مین نہ بیمار کی بھاری زنجیر
دور کھنچتا ہی تو عشاق سے کھینچ ای مانی
نگہ تیز نہ ہو جب کھینچے ابرو ای ترک

یک قلم خط ستم پر خط تقدیر نہ کھینچ
میرے پہلو سے کماندار ابھی تیر نہ کھینچ
دست نازک ہی ترا زور سے شمشیر نہ کھینچ
بزم مین منھ سے زبان شمع کی گلگیر نہ کھینچ
نرگسی چشم مین تو سرمہ کی تحریر نہ کھینچ
ورنہ بےچوچلے اُس شوخ کی تصویر نہ کھینچ
اس کمان مین تو خدا کے لیے یہ تیر نہ کھینچ

۳۴
جل نہ جائین کہین خرگاہ سماوات وقار
آہ پُرسوز خدارا دم تقریر نہ کھینچ
۸

ردیف حاے حطی

ساقی شتاب دے مجھے جام شراب صبح
ہی تجھسے زندگی مری ای آفتاب رو
پائے کوئی حسین نہ آگے ترے فروغ

۱

گردش مین آگیا قدح آفتاب صبح
خورشید کے وجود سے ہی آب و تاب صبح
چمکے نہ پیش مہر کبھی ماہتاب صبح

تنویر آفتاب کی داغ جگر مین ہی اُس صبح رخ کو شام کے پردے مین دیکھکر موے بدن سفید ہوے چونک آنکھ کھول آئینے مین نہ چوم رُخ پُر عرق کا عکس		ہی صبح خندہ چاک گریبان جواب صبح کی اصطلاح زلف کی ہم نے نقاب صبح اچھا نہین ہی ای دل بیہوش خواب صبح ای بادیہ حیات ہی ممنوع آب صبح

۳۵	سچ ہی وقار حضرت کشفی کا یہ سخن چون گل شگفت غنچہ دل از سحاب صبح	۱۶

کسی کا ہی مجھ پر عتاب اس طرح کبھی ساتھ نالے کے روئین جو ہم ہوا نے تمھارے کیا گرد باد گل تر کا تختہ ہر ایک صفحہ ہو تکلف کو تکلیف بس دے چکے کمر بال سے پتلی بل کھائے گی شب وصل چونکے نہ تا صبح ہم مژہ سے ٹپکتے رہین اشک شور پڑی چھینٹ خون کی نہ جلاد پر اگر دیکھتا داغ دل کے مرے جو تیرے پسینے مین نکہت ہی یار		خدا کا نہو گا عذاب اس طرح نہ گرجے نہ برسے سحاب اس طرح ہوئی میری مٹی خراب اس طرح بھرون وصف رخ سی کتاب اس طرح ستم وصل مین ہی حجاب اس طرح نہ دو موے گیسو کو تاب اس طرح سر شام سے آیا خواب اس طرح کرون اپنے دل کو کباب اس طرح رہا ضبط مین اضطراب اس طرح چمکتا نہ پھر آفتاب اس طرح نہ خوشبو ہو عطر گلاب اس طرح

مجال آئینے کی جو ہو روبرو
چڑھا اُس کے منھ پر نقاب اس طرح

لنڈھے ساغر عمر گردن ڈھلے
پلا آج ساقی شراب اس طرح

لکھا زلف کو روز عارض کو شب
ہوا عقل کا انقلاب اس طرح

قمر تیرے جالی کا شبکہ تھا شب
ہوا رخ سے روشن نقاب اس طرح

۳۶

کہو آج حضرت سے چل کر وقار
کہ لکھتے ہین صاحب جواب اس طرح

۱۲

ناتوان عشق کمر ہین ہی بدن مو کی طرح
یاد گیسو مین پریشان ہوئے گیسو کی طرح

رنگ و بو گل مین نہین ہی ترے عارض کا سا
چم و خم سرو مین کب ہی قد دلجو کی طرح

کیا کسی کاکل مشکین کا بسا ہی جلوہ
آنکھ جو کھلتی نہین نافۂ آہو کی طرح

ہمسری تجھسے کرے جو سہی بالا ای گل
پا بگل اشک سے ہو سرو لب جو کی طرح

تیر مین لوک نہین ہی ترے مژگان کی سی
تیغ مین بھی خم و برش نہین ابرو کی طرح

ای خدا جس لیے کہ اُس حور کا سر گوندھائے
چاک سینہ ہو مگر شانۂ گیسو کی طرح

باز اگر دیکھے کمانداز ہی چشم قاتل
سہم کر گر پڑے شاہین ترازو کی طرح

یار کے چشم سخن گو کی یہ موزونی ہی
ہین چھدے دل مین مژہ تیر ترازو کی طرح

تیغ بھی ان کے منھ پہ کبھی رک جاتی ہی
سخت دل وہ بھی نہین آئینے رو کی طرح

جب مین کرتا ہون رقم وصف ترے بانو کا
سطر پیچیدہ نظر آتی ہی گیسو کی طرح

تول کر باز نظر مین تری چشم خون ریز
گر گیا خاک پہ شاہین ترازو کی طرح

۲۷	چمن دہر مین ہی کون رسا مجھ سے وقار دی دماغون مین گل اندامون نے جا بو کی طرح	ہ

ردیف خاء

رونے سے کیون نہو مژۂ اشکبار سُرخ	ہوتی ہی بیشتر رگ ابر بہار سُرخ
گیسو گرے گا رتبہ سے چھڑکو نہ تم گلال	مارسیہ زیادہ نہو زہر وار سُرخ
رویا جو یاد کرکے ترے رخ کو دشت مین	گل سے بھی بڑھ کے ہوگیا ہر یک غبار سُرخ
سرخی چشم دوست ورخ ولب یار کے	تولا جو گل کا رنگ تو کم نکلا چار سُرخ

۲۸	نیرنگیان وقار یہ ہین حسن وعشق کی چہرہ ہمارا زرد ہی اور روے یار سُرخ	ہ

ردیف دال مہملہ

خیال یار مین ہی چشم تر بند	نگر ہی چاہ مین یوسف نظر بند
بلا ہی خال روے یار کیونکر	نہ رکھون زاغ کے آگے جگر بند
نہین سنتا ہی وہ نالے ہمارے	دعا کا ہوگیا باب اثر بند
ہوا مکتوب جب اُس کو لکھا خط	ہزارون ہم نے جوڑے بند پر بند
جو ہوگا بند در پھاند دونگا دیوار	ترا گھر ہی نہین ہی حصن در بند
یہ کیا اسرار ہی کہتا ہی قاصد	لفافہ بیشتر لکھنے سے کر بند
مچا غل ہی پچھلے سے شب وصل	زبان کرتا نہین مرغ سحر بند

۳۹	وقار اس مین تڑپ دل کی لکھی ہی نہین ہی خط مگر ہی مرغ پر بند	۱۲

اس وجہ سے ہوا ہن دلستان پسند	ہون نام بے نشانی کا ہی لامکان پسند
عاشق پسند تو ہی ستمگر آسمان پسند	سچ ہی کہ اپنی اپنی ہی ایجان جان پسند
یکرنگی کو نہین ہی مرے آئین و آن پسند	ہی خار و گل پسند بہار و خزان پسند
سودا اسے زلف یار نے کافر کیا مجھے	سارے جہان سے ہی مجھے ہندوستان پسند
ناز اُس کا ہی چلبن تو نیاز اپنا ہی طریق	وہ ہی وہان پسند تو یہ ہے یہان پسند
داخل کرون نہ ہیچمدانون مین آپ کو	کیون وہ کمر پسند ہو کیون وہ دہان پسند
سہل الحصول گر کوئی گل ہی تو خار ہی	واقع ہوئی ہی اپنی طبیعت گران پسند
چاٹا نہ خون حیات مین خنجر نے یار کے	سگ نے بھی بعد مرگ نہ کین ہڈیان پسند
ہر وقت پیش یار مرا بول بالا ہے	نغمہ مرا پسند ہی میری فغان پسند
کرتا ہی آسمان نئی چالون سے پائمال	آتی نہین ہین ہم کو یہ اٹھکھیلیان پسند
شوخی و ناز و عشوہ و غمزہ کا ذکر کیا	جھڑکی تری پسند تری گالیان پسند

۴۰	اب شاعران حال مین اُس شوخ کو وقار میری زبان پسند ہی میرا بیان پسند	۵

ردیف دال ہندی

تھین اپنی صورت پہ اتنا گھمنڈ	خدا کو نہین خوش کسی کا گھمنڈ

یہ اک چھاؤں ہے ڈھلتی پھرتی ہوئی	پھر اس دولت حسن پر کیا گھمنڈ
ترا زلف و گیسو پر غرّا غلط	ترا چشم و عارض پر بیجا گھمنڈ
سمجھ حسن عارض کو تو عارضی	نہ کر عارضی پر خدارا گھمنڈ

۱۴ تکبر خدا کو ہے لائق **وقار**
اُسی کو سزاوار و زیبا گھمنڈ ۵

ردیف ذال معجمہ

براے نام تو دیکھے ہزار کے تعویذ	نہ دیکھے ایسے کہ جیسے ہین یار کے تعویذ
پس وفات بھی آفت ہے کچھ نہ کچھ تہ خاک	کھلا یہ راز جو دیکھے مزار کے تعویذ
چمک نے عقد ثریا کی یاد دلوائی	شب الم مین ثریا نثار کے تعویذ
پلایا دھو کے نہ تعویذ اُس کی ہیکل کا	تپ فراق مین گھولے بخار کے تعویذ

۴۲ یہ خوب نقش ہے اغیار و یار کے دل پر
کہ دونون چلتے ہوے ہین **وقار** کے تعویذ ۶

ردیف راے مہملہ

غیرت گلزار ہے چاک گریبان کی بہار	کوچۂ زخم جگر مین ہے خیابان کی بہار
تیغ میرے قتل کو موج تبسم بن گئی	چاک دل کو کر گئی لب ہاے خندان کی بہار
غنچہ و گل سنبل و ریحان پہ لاتی ہے بہار	عارض و خط و دہان و زلف پیچان کی بہار
شمع کا ہوتا نہین فانوس مین شعلہ نہان	کس طرح زائل ہو خط روے تابان کی بہار

لعل پیکانی نہیں لیتے ہیں وہ گوڑھی گے مول — خون عاشق سے ہوئی یہ اُن پیکان کی بہار

عشق پیچان کے کھلائے پھول آب تیغ نے — کب رگون پر جسم کے ہی زخم خندان کی بہار

۳۳

وہ گل مضمون کھلے ہین وصف مین اک جو رکے

باغ جنت سے **وقار** افزون ہی دیوان کی بہا

"

جبکہ گھونسا سا لگا چھاتی پہ جوڑا دیکھکر — کیا سمٹیون گا مین اُن بالون کو بکھرا دیکھکر

ختم ہی عالم فریبی حسن پر تیرے صنم — گل کا بدلا رنگ بلبل کو غش آیا دیکھکر

میرے ہوتے غیر کو گردن نہ مار و جانمن — صرف الفت کیجیے اپنا پرایا دیکھکر

توڑتا تھا دم کوئی پائون کی کوئی ہڑیان — سیمبر کے ہاتھ مین سونے کا توڑا دیکھکر

بیت موزون مین نے لکھی اُبرون کی یاد تین — مصرع برجستہ سوجھا قد بالا دیکھکر

دل کو پھر ہی جنس الفت کی خریداری کا شوق — حسن کو آفت گری مین کار فرما دیکھکر

موتیون گوندھی وہ چوٹی کہکشان کو یاد — یاد جھومر ہو مجھے عقد ثریا دیکھکر

تھرتھرائی شمع ساق روے جانان کے حضور — غش ہوا پروانہ عارض کا تجلا دیکھکر

کیا نئی سوجھی ہی پھبتی آگ پر سیماب کی — عارض گلرنگ پر اُس کے پسینا دیکھکر

گہ شب فرقت کا غم گا ہے نشاط روز وصل — عقل حیران ہی مری نیرنگ دنیا دیکھکر

۴۴

رہ گیا پاس ادب سے اُٹھ کے ہاتھ اپنا **وقار**

ورنہ تھا کچھ اور دل مین اُس کو تنہا دیکھکر

"

آیا جو رات یار ہمارے پلنگ پر — تا صبح موے زلف سنوارے پلنگ پر

ای جان ہم ہون گور کنارے پلنگ پر
بیٹھا بھی پاس وہ تو سمٹے ہوے بدن
دامن مین لاغری سے چھپا تھا ملا نہ مین
اُس سے کہا کہ آج یہین سو رہو کہا
گردش مین ہین یہ پھیر ستارے کہ آپ کے
گر تم نہین ہو پاس تو ای مایۂ حیات
کب حوض چشم مین نہین پانی کمر کمر
اُڑتے وہان پلنگ پہ افشان کے ذرے ہین
رہتی ہی ضد یار کہ رہتی ہی اپنی ہٹ

تن تن کے غیر بیٹھین تمہارے پلنگ پر
لیٹا نہ کھُل کے شرم کے مارے پلنگ پر
ہر چند ڈھونڈھا مرگ نے سارے پلنگ پر
کیا گون ہی ہم جو سوئین تمہارے پلنگ پر
افشان کے ذرے اُڑتے ہین پیارے پلنگ پر
پھبتی جنازے کی ہی ہمارے پلنگ پر
کب چھوٹتے نہین ہین ہزارے پلنگ پر
آہون کے ہین یہان بھی شرارے پلنگ پر
ہوتے ہین آج وارے نیارے پلنگ پر

۴۵

کس دن نگاہ دامن گلچین نہین وقار
کس شب نہین ہین رخ کے نظارے پلنگ پر

۹

لب رنگین کی باتین ہین بجا لعل بدخشان پر
جبین سے چھوٹ کے افشان جب گری رخسار جانان پر
تمہارے قید گیسو سے موے پر بھی نچھوٹے ہم
رخ و ابرو و خال و زلف کا مضمون جب ڈھونڈھا
نہ سمجھا زندہ و مردہ مین اصلا فرق عزرائیل
یقین ہی قصہ رفتہ شہر بس جائیگا ای صبا جب

حنائی دست کی ہی تو دست بُری دست مرجان پر
کبھی بھاوے کی پھبتی جگنوون کی مہر تابان پر
بسیرا طائر جان نے کیا دیوار زندان پر
نظر پہنچی مہ نو سنبلہ خورشید کیوان پر
نوازش اس قدر کی ناتوانی نے مرے جان پر
کمر سوائیون نے خط کے باندھی ہی بیابان پر

نہ پائی آبداری بوند بھر بھی دُرِ غلطان نے
مگر غصہ سے کرکرڑ دانت پیسے اُس کے دندان پر

انکھین کیا فکر ہیرے داغہاے دل کیے مرہم کی
چڑھاتا چادرِ گل کون ہی گورِ غریبان پر

۴۶
وقار اصلاح میرے حال کی تسلیم کرتے ہین
سدا اچھا یا رہا ابرِ سیہ میرے گلستان پر
۸

دوڑتا ہی دل مرا یون موے زلفِ یار پر
جسطرح چڑھتا ہی نٹ پنڈیا کچے تار پر

جلوہ تعویذون کا یون ہی زلفِ عنبر بار پر
طائرون کا غول اُڑتا جسطرح ہو مار پر

وقتِ گریہ چاہیے رومال مژگان پر مرے
ڈالتے ہین پر چھتی برسات مین دیوار پر

یہ رچا ہی زہر رگ رگ مین تمھاری زلف کا
کاٹتے ہی چھالا پڑ جائے زبانِ مار پر

پنکھڑی اک اک بکھیرے مار کر بر عندلیب
لاف ہمرنگی جو مارے گل ترے رخسار پر

پشت پر آئینہ کے تصویرِ طوطی دیکھ کر
سبزہ کا کھایا ہی دھوکا یار کے رخسار پر

دیکھ کر وہ گورے گورے سینہ پر بھٹنی سیاہ
ہنس کے کہتے ہین کھلا سوسن کا غنچہ نار پر

۴۷
کون ہی جس نے مرا لوہا نہین مانا وقار
سر مین کاٹون گا کسی کے خنجرِ خونخوار پر
۷

آج بیٹھے ہین وہ پہلو مین سنبھالے خنجر
حیف ہی دل کے نہ ارمان نکالے خنجر

ہاتھ مین رہتا ہی ہر وقت جو اُس گلرو کے
دیکھیے اور نہ کچھ شاخ نکالے خنجر

بل بے جوشِ ہوس اللہ ری اُلفت کا شوق
چاہتا دل ہی کہ سینے مین چھپالے خنجر

خوف کیا ہی نظر ابرو و مژگان کا ترے
ہم تو کھایا کیے ہین برچھیان بھالے خنجر

گر گلے سے .ملے شمشیر تری ای قاتل
رگ و پے جسم کی میرے کوئی باقی نہ رہے

دل بیتاب بھی آنکھوں سے اُٹھالے خنجر
دل کے اچھی طرح تو توڑ لے چھالے خنجر

۴۸	آسمان کو یہ ہی ضد قتل اگر چاہوں وقار دست قاتل ہیں ہنہیں روئی کے گالے خنجر	۵

ردیف راے ہندی

ای ترک روز روز کا جھوٹا بہانہ چھوڑ
ورنہ مرے گلے کا تو تسمہ لگا نہ چھوڑ

گلچین کے ساتھ ہی صیاد بلبلو
بگڑی ہوا ہے باغ ہی دو آشیانہ چھوڑ

قسمت کا جو لکھا ہی وہ گھر بیٹھے آئیگا
چکی کی طرح دے تو کوئی فکر دانہ چھوڑ

قارون تو لے گیا مگر اس عہد کے بخیل
جائینگے اپنا اپنا یہیں سب خزانہ چھوڑ

۴۹	یہ اچھی شکل والے بُرے ہیں نہ مل وقار مختار تو ہی کہ چکے ہم چھوڑ یا نہ چھوڑ	۶

ردیف زاے معجمہ

ایجاد کیے اُس نے وہ انداز پر انداز
اُستاد بھی فتنہ کا ہوا شاگرد ہر انداز

رخنہ سے در اندا[illegible]ئے ہیں روزن در بند
گھر کی خبر ابتک نہیں اوخانہ برانداز

پھونکا ہی مجھے گرمی رفتار نے کس کی
جو چلنے میں میرا ہی برنگ شرر انداز

سو بار چڑھے چرخ پہ ہاروتی زہرہ سے
تیرا سا نہ پائے گی کبھی فتنہ گر انداز

ما کا تری مژگان نے جسے دور سے مارا
ایسا نظر آتا نہیں کوئی قدر انداز

۵	مژگان ہی چھری تیر نظر نیزہ ہی قامت ابرو ہی وقار اُس کی مگر تیغ سر انداز	۵

ردیف سین مہملہ

پھٹ پڑی ہی بہار اب کی برس
مست ہین بادہ خوار اب کی برس

ہی بلا کی طرح خیال زلف
میرے سر پر سوار اب کی برس

برق سمجھے رہے کہ ہی خود سر
نالۂ شعلہ بار اب کی برس

آتے ہین بیڑیان بنانے کو
چار سو سے لوہار اب کی برس

۹	اس کا ہوگا فسانہ اگلے سال یہ جو کچھ ہی وقار اب کی برس	۵۱

ردیف شین معجمہ

درد کو مکیسر مرے سر کی تلاش
اور سر کو ہی تو پتھر کی تلاش

حبت و جو مجکو شراب ناب کی
شیخ کو ہی آب کوثر کی تلاش

بس ہی اک تیر ترازو آپ کا
طائر جان کو ہے شہپر کی تلاش

یاد مژگان مین چھری کی جستجو
یاد ابرو مین ہے خنجر کی تلاش

خاک کوے یار پر دل لوٹ ہی
کون ہی جس کو ہی بستر کی تلاش

خبر نعش پایا فرشتون نے نہ خاک
گو ہمت کی جسم لاغر کی تلاش

کوچۂ جانان مین دل پہونچائے گا
ہم نہین کرنے لگے رہبر کی تلاش

مست یاد چشم ساقی سے نے کب　　حسبت و جومی کی نہ ساغر کی تلاش

۵۲	وصف گیسو خط مین لکھا ہی وقار مجکو ہے کالے کبوتر کی تلاش	۵

ردیف صاد مہملہ

مین آشناے آز نہ مین مبتلاے حرص　　باندھے ہین توڑ توڑ کے دامن مین پاے حرص

قارون کی مرگ سے یہ معما ہوا ہی حل　　جی لے کے جائیگا مرض لا دواے حرص

موقوف زلف پھانسنا کرتے نہین ابھی　　کالی بلا کے سر پہ چڑھی ہی بلاے حرص

زاغ کمان کو تیر کا ہرگز نہین ہی سہم　　بے کھٹکے چین کرتے ہین نا آشناے حرص

۵۳	زر گر گیا تو چاک جگر گل کا ہوگیا المختصر وقار یہ ہے انتہاے حرص	۷

ردیف ضاد معجمہ

ہی عاشقون کو وادی پرخار سے غرض　　ہرگز نہین ہی خلد کے گلزار سے غرض

وحشت پسند کو ترے مطلب ہی دشت سے　　رکھتا ہی گھر سے کام نہ بازار سے غرض

بے کھٹکے آؤ جاؤ اندھیرے اُجالے مین　　کیا غیر کی ہی آپ کو گفتار سے غرض

زنار و سبحہ کو مین سمجھتا ہون ہیچ و پوچ　　اُنکی نہین ہی کافر و دیندار سے غرض

سنبل پر آنکھ پڑتی نہین ہی نہ سرو پر　　ہی ترے قد و کاکل خمدار سے غرض

مسجد الگ بنائین گے ہم ڈیڑھ اینٹ کی　　رکھین گے یار اپنے سروکار سے غرض

۵۴

عاشق ہون جب سے ابروے خمدار پر وقار
رگ رگ گلے کی رکھتی ہی تلوار سے غرض

جوبنون پر ہی تری یار بہار عارض
ماہ قربان ہی خورشید نثار عارض

سایہ چین ابر سیہ زلف رسا کا تیرے
طور کی شمع بھی ہی آئنہ دار عارض

لیل گیسو تری بھائی ہی سیہ بختی کو
طبع روشن کو پسند آیا نہار عارض

خال ہرسہ کا نہ پہونچائیگا کیا کیا صدمہ
دیکھ ای جان جہان رنگ ہی بار عارض

جلوۂ طور سے روپوش ہوا نظارہ
خاک پھر آنکھ ہو موسی کی دوچار عارض

ماہ مین تیرے جبین کی خنکی کا جلوہ
مہر محشر مین ہی کچھ رنگ بخار عارض

معتبر سادہ ورق لکھنے سے ہوتا ہی وقار
خط نوخیز ہوا وجہ وقار عارض

ردیف طاے مطبقہ

خون قاصد سے گو کہ لکھا خط
آیا تو ترک بیوفا کا خط

کوئی دنیا مین پڑھ نہین سکتا
خط تقدیر سے ہمارا خط

جب کہ لکھکر زمین پر پھینکا
مرغ بسمل کی طرح تڑپا خط

فقرہ کس کا چلا نہ کوئی لفظ
اُس نے لکھوا کے ایسا بھیجا خط

غیر کے نام کا لکھا تیرا
سربرہ آج ہم نے پایا خط

بار غم کے جو لکھے تھے مضمون
نامہ بر سے اُٹھا نہ میرا خط

۵۶	شکر خالق کے مین کرون سجدے اے وقار اُن کا آج آیا خط	۹

کیون نہ اچھا ہو دلربا کا خط ہو گیا دیکھکر مجھے سودا بولے پڑھکر لفافہ کو میرے لاجوردی ہے صاد پر ہالہ مانگ گر خط استوا ہے تری سخت کافر ہے وہ بت عیار عجز و منت کو پڑھ کے بولے وہ وہ منڈاتے نہین خط عارض		ہے لکھا دست کبریا کا خط اُس پری کا تھا کس بلا کا خط یہ نہین میرے آشنا کا خط چشم مین کب ہے توتیا کا خط مہ و خورشید کفش پا کا خط نہ پڑھے بندۂ خدا کا خط نہین آتا ہے خوش ریا کا خط ہین مٹاتے مگر خدا کا خط

۵۷	کیون تڑپتے ہو تم وقار اُٹھو لو مبارک ہو دلربا کا خط	۷

ردیف ظاے منقوطہ

نہ میزبان ہے یہان خوش نہ میہمان محظوظ شبانہ روز مچاتے ہین غل معاذ اللہ یہ رچ گئی مری رگ رگ مین تلخکامی ہجر ہوا یہ بگڑی ہے ان وزون ملک معنی کی		نکرہے ظلم رسائی سے آسمان محظوظ نہ طوق شاد ہے مجھ سے نہ بیڑیان محظوظ ہوا نہ کھا کے سگ یار ہڈیان محظوظ نہ نکتہ ور کوئی خوش ہے نہ نکتہ دان محظوظ

میں چھوٹے منہ سے کہوں کیا بڑائی خالق کی یہاں ہی رنج معیشت وہاں ہی درد گناہ	ہو وہ سن کے مرے غم کی داستان محظوظ نہ کوئی شاد یہاں ہی نہ ہی وہاں محظوظ

۵۸	ترے کرم سے ہزاروں وقار ہیں شادان تو رہیو فضل الٰہی سے جاوداں محظوظ	۵

ردیف عین مہملہ

روشن بھی میری قبر پہ گر ہوں ہزار شمع جلنا تھا جو نصیب میں مرنے کے بعد بھی ہرگز نہ پائے گی ترے رخ کی سی روشنی کیا ہو کسی حسین کو ترے روبرو فروغ	بخت سیاہ گل کرے گل ایک بار شمع چربی سے میرے ڈھالتے ہیں غمگسار شمع لیکر چراغ خلق میں ڈھونڈھے ہزار شمع سورج کے آگے جلتی نہیں زینہار شمع

۵۹	دو پھول بھی وقار چڑھائے نہ ایک بار پھر لائے خاک قبر پر وہ گلعذار شمع	۵

ردیف غین منقوطہ

بادۂ الفت نے ساقی کے کیا ہی تر دماغ پتی پتی پر ہی جلوہ گلشن فردوس کا ہم نہ گھٹتے اچھے بھرا ہی مثل گل کے کان میں سرکشی کرتے ہیں مثل نخل بے بر خشک و ست	کیوں نہ ہو مجھ رند کا عرش معلیٰ پر دماغ باغباں کا موسم گل میں ملے کیونکر دماغ شور سے خالی نہ کرا ہی بلبل مضطر دماغ گاو ریش اکثر ہوئے نوکیسگی سے خر دماغ

	زور زرہی فضل رب ہی ساتھا اپنے ای وقار	

٦٠	ہم سے کر سکتے نہیں کوئی پری ہکمرہ دماغ	٥ ٠
	ردیف فا	
میل دل کا جو ہوا اُس قد بالا کی طرف ہی یہی لطف کہ صحبت رہے ہمجنسوں مین چھوڑ کر الفت رخ زلف سے سودا کیجیے شہر مین جی نہیں لگتا ہی اب او وحشت دل		آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی طوبیٰ کی طرف ہم ہوں یوسف کی طرف تم ہو زلیخا کی طرف دل مین ہی جائیے کعبہ سے کلیسا کی طرف کھینچکر تو مجھے لے چل کسی صحرا کی طرف
٦١	کاوش اس مرتبہ ہی خار بیابان کو وقار گرم پڑتی ہی نظر آبلۂ پا کی طرف	٥
	ردیف قاف	
ہم تو کرنے کے نہیں سبحہ و زنار مین فرق کارفرما کی وہ محتاج یہ خود کارگزار کس طرح یار تجھے دوان مین پری سے تشبیہ کیون سمجھتا وہ رقیبون کے برابر مجھکو		اک ذرا سا بھی تو دونون کے نہیں تار مین فرق اتنا ہی ابرو و شمشیر ستمگار مین فرق ہی بہت سے بھی بہت نور مین اور نار مین فرق کچھ بھی آتا جو نظر اُسکو گل و خار مین فرق
٦٢	اس قدر طرز پہ اُستاد کے کر مشق وقار نام کو ہی رہے شاگردی کا اشعار مین فرق	٢
	ردیف کاف	
لب بھی آنے نہیں دیتا ہی وہ کافر لب تک		پہونچنا ہو گیا معلوم مجھے مطلب تک

کہتے ہو آنے کو کل صبح کو آؤ گے ضرور	آج جینے کی علامت نہین میری شب تک
سیب سونگھا ہوا فعی کا بُرا ہوتا ہی	زلف آنے نہ دوا ہی جان جہان غبغب تک
اگر جلا دے مرے مردے کو تو عیسی کیطرح	شہرہ ہو جائے ابھی شرق سے لے مغرب تک
ایک دن زیر کرونگا مین زبردستی سے	پیش جائیگا ترا یار بہانہ کب تک
جبکہ تہذیب سے سگ کو بھی ادب کہتا نہین	نسبت غیر بھلا تو مرے آتا لب تک

٦٣	ایک دو شعر بھی ہر روز جو ہم کہتے وقار کئی دیوان چھپے ہوتے ہمارے اب تک	٥

ردیف کاف فارسی

جسم اُسکا ہی صفائی مین صنع خدا کا رنگ	کس طرح دست و پا پہ جمے گا حنا کا رنگ
اپنے ہی موئے جسم پہ دھوکا ہی سانپ کا	آنکھون مین چھا رہا ہی جو زلف دوتا کا رنگ
ہی دل مین آشیانہ یہان سے اُٹھائیے	بگڑا ہی باغ دہر کی اب تو ہوا کا رنگ
سر اپنا اپنے ہاتھ سے کاٹا زمانے نے	لایا گلال ابرو پر اُن کے بلا کا رنگ

٦٤	انتقام مرا جو باغ سخن مین جما وقار اُکھڑی ہوا نسیم کی بگڑا صبا کا رنگ	٦

ردیف لام

مین نہین کہتا چڑھاؤ قبر پر نرگس کے پھول	لیکن اپنے ہاتھ سے تم جا ہو صاحب جس کے پھول
عکس پڑ جائے اگر تیرے سنہرے رنگ کا	پھول سونے کے بنین جو ہین پہن مس کے پھول

کس کو ہین درماندگان خلق کی غمخواریان
کہدیا ہم نے ہواخواہی سے تم مختار ہو
گنگ سوسن داغ بر دل لالہ نرگس چشم بند

قبر پر لاتا نہین کوئی کبھی مفلس کے پھول
جان جان لیتے نہین ہین ہاتھ سے جس تس کے پھول
تیرے آگے اب جمائین رنگ اپنا کس کے پھول

۶۵

پھول اُس گل نے لیا جب ہاتھ سے اپنے وقار
مر گئے اعدا مگر تھے اُن کے حق مین بس کے پھول

۱۵

ردیف میم

باغ مین جب سیر کو جاتے ہو تم
غیر کو خط مجھ سے لکھواتے ہو تم
درد و غم ہوتے ہین اکثر ہمنشین
آج گو چھپتے ہو مجھ سے چھپ رہو
تم یہان آؤ نہ ہم جائین وہان
جسم و جان کی گلچھڑی اچھی نہین
جور کرنے کی نہین میری وفا
آج پھر گوندھی ہی جعد عنبرین
دیکھنا ہے کب تلک مثل نظر
بخت ہو تقدیر ہو جو پھر گئے
ہی عوض جلوت کے خلوت مین حیا

بلبل و قمری کو لڑواتے ہو تم
نقش میرا مجھ سے مٹواتے ہو تم
میرے پہلو سے جو اُٹھ جاتے ہو تم
حشر کو دیکھون کہان جاتے ہو تم
پھر یہ کیا غمزہ کہ دھمکاتے ہو تم
وصل مین بھی یار شرماتے ہو تم
قتل کے کیون بعد چھپاتے ہو تم
دل کو پھر گیسو مین الجھاتے ہو تم
چھپ کر آنکھون سے گزر جاتے ہو تم
موت ہو جو یان نہین آتے ہو تم
دل مرا پردے مین تڑپاتے ہو تم

غیر سے ہنس کر رولاتے ہو ہمین
خرمن ہستی کے پھر پیچھے پڑے
سرمہ ہو جاتے ہین پس پس کر گہر

قہر کرتے ہو ستم ڈھاتے ہو تم
بجلیان پھر آج چمکاتے ہو تم
جب چمک دندان کی دکھلاتے ہو تم

۶۶
بات آہستہ بھی گر کہیے وقار
تو وہ کہتا ہے کہ چلاتے ہو تم
۱۰

جب شب ہجران مین سو جاتے ہین ہم
اپنے نازک دل سے دب جاتے ہین ہم
دل کے دم پر جبکہ چڑھ جاتے ہین ہم
پھول سے عارض کی ہی دل مین ہوا
دیکھتے ہین جب کبھی گندمی چڑھی
خاکساری سے رہ احباب مین
لے اڑی ہی زلف پیچان کی ہوا
دیکھکر اس گل کو بوے غنچہ سان
جانتے ہین وہ نہ آئے گا مگر

لے کے اُن کا نام بر آتے ہین ہم
ورنہ خاطر مین کسے لاتے ہین ہم
پھر جو کہتا ہے بجا لاتے ہین ہم
پھر ہوا گلزار کی کھاتے ہین ہم
در سے اُس کے سر کو ٹکراتے ہین ہم
نقش پا کی طرح مٹ جاتے ہین ہم
سنبلستان کی طرف جاتے ہین ہم
اپنے جامے سے نکل جاتے ہین ہم
رات دن قاصد کو دوڑاتے ہین ہم

۶۷
پاس سے جاتا ہے جب وہ اے وقار
ہوش مین پہروں نہین آتے ہین ہم
۶

ردیف نون

نقاب اپنے رخ تاباں سے جسدم وہ اُلٹے ہین
تکلف برطرف اے جان عالم اب یہ زیبا ہے
نہین معلوم سر پر کس کے یہ نازل بلا ہوگی
بیان کیا کیجیے اُن کے شب گیسو کی تاریکی
وصال و ہجر مین اُس غیرت خورشید کے دن رات

سمجھکر شمع روشن منھ کو پروانے لپٹتے ہین
حیا کو تم سمجھ لو اور خرد سے ہم نپٹتے ہین
کبھی کرتے ہین کنگھی اور کبھی بالونکو بٹتے ہین
اکڑ کر تے ہو سے جس کے جگر شانونکے پھٹتے ہین
مہ نو کی روش بڑھتے ہین شکل بدر گھٹتے ہین

۶۸ وقار ازبسکہ ہین خوش ربط مضمون وصل جاناں کے
ورق دیوان کے وصلی کی طرح باہم چمٹتے ہین ۵

چشم بد دور وہ ہین آپ کی خوشتر آنکھین
لطف فرمائے گا یہ توتیا خاک پا کا
آنکھ پھوٹے جو کسی کی بھی طرف دیکھا ہو
کہکشاں مانگ ہی رخ مہر ہلال ابرو ہے

کسی محبوب کی اُنسے نہین بڑھکر آنکھین
اے صنم ہین ترے عاشق کی مکدر آنکھین
سرخ بے فائدہ کین آپ نے روکر آنکھین
خال مریخ جبین بدر ہے اختر آنکھین

۶۹ گوش گل غنچہ دہن زلف بنفشہ ہے وقار
رشک شمشاد ہی قد نرگس عبہر آنکھین ۱۲

دل ہمارا صنم ستاتے ہین
شعلہ خو دل مرا جلاتے ہین
وہ گڑے سے گڑا بجاتے ہین
دیکھکر توڑ اُن کے تیرون کا

سخت کافر ہین کعبہ ڈھاتے ہین
آتش مہر کو بجھاتے ہین
فتنہ سوتا ہوا جگاتے ہین
ہم بھی نالے کو آزماتے ہین

پہن کر ہم قباے عمر یا نی
دل لگانے کی یہ سزا پائی
باندھنے کو گلے ہزارون کے
تو وہ صیاد ہے کہ طائر جان
اک گل تر کی یاد مین نالے
نالۂ گرم و سرد و شمع مزار
خط جو اُس گل کو بھیجتے ہین ہم

پیرہن مین نہین سماتے ہین
آپ ہنس کر ہمین رُلاتے ہین
طوق منت کے وہ بڑھاتے ہین
تیرے سر پر سے ہم اُڑاتے ہین
آگ گلزار مین لگاتے ہین
گہ جلاتے ہین گہ بجھاتے ہین
رات بھر پھولون مین بساتے ہین

۷

اب نہ کھینچو وقار نالۂ سرد
یہ خبر گرم ہے وہ آتے ہین

۱۳

کس شکل نہ حیرت آشنا ہون
مین دشمن جان سمجھ رہا ہون
کس منہ سے کہون کہ آشنا ہون
اُٹھنے کا نہین غبار میرا
خوش آئے نہ کس طرح سے عزلت
برسون ہین سپہر نے رُلایا
فرصت نہین آہ آتشین سے
کس طرح نبھے بتون سے یارب

اک آئنہ رو کا مبتلا ہون
دھوکا یہ نہ دے کہ آشنا ہون
ناچیز غلام آپ کا ہون
نظرون سے کسی کے مین گرا ہون
اک پردہ نشین کا مبتلا ہون
بھولے سے کبھی اگر ہنسا ہون
گلخن کی مین خاک سے بنا ہون
مکار وہ ہین مین بیریا ہون

	ق	
یان کس کو ہی شاعری کا دعوی		کہتا مین نہین لکھا پڑھا ہون
فرقت مین کسی پری کے دن رات		دیوانے کی طرح بک رہا ہون
مانند حباب گھر بنا کر	ق	اک دم مین بگاڑ ڈالتا ہون
ہی نام اسی کا نفی و اثبات		موجود کبھی کبھی فنا ہون

۷۱	جو یاد رہے **وقار** اشعار مین دل سے انھین بھلا رہا ہون	۹

وہ گالی دیتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین	مثل ہی آن پھنسے ہین نباہ کرتے ہین
بڑھی یہ ضعف کی قوت گھٹے جو عمر کے دن	اُٹھے تو ہائے جو بیٹھے تو آہ کرتے ہین
چمک کے گرتی ہی مانند برق آتش دست	جدھر یہ شعلہ عذار اک نگاہ کرتے ہین
فقط سرشک سے ہی قدر دیدۂ عشاق	جو چاہ خشک ہو کب اُسکی چاہ کرتے ہین
ضعیف کو وہ قوی سے سمجھتے ہین بالا	جو کاہ کوہ پہ بینا نگاہ کرتے ہین
بنی ہی نرگس شہلا ہمارا قطرۂ اشک	جو یاد گریہ مین چشم سیاہ کرتے ہین
نرکھو عارض رنگین پہ سبزۂ خط کو	چمن سے دور سب اپنے گیاہ کرتے ہین
تمھاری تیغ کا ہم آب تازہ چاہتے ہین	نہ آب چاہ زنخدان کی چاہ کرتے ہین

۷۲	**وقار** حسن کو ہی لاگ ڈانٹ عشق کے ساتھ ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین	۵

کون ہی جسکو عشق یار نہین	کس کے سر پہ اجل سوار نہین

شوخیون سے تری شرارت کی
ہر رگ ب گرمی شرار نہین

تیری الفت نہین لگاوٹ ہے
اس بناوٹ کا اعتبار نہین

برق دم کس کی تجلیان دیکھین
جو مرے ضبط مین قرار نہین

۷۳

آدمی وہ نہین ہیولا ہے
جس کو پاس سخن وقار نہین

۱۵

سیم رکھتے ہین نہ ہم لعل و گہر رکھتے ہین
جو دگو تیغ حوادث کا سپر رکھتے ہین

قید ہستی مین عدم کو یہ مگر رکھتے ہین
ظاہری جسم مین پوشیدہ کمر رکھتے ہین

جس کو یہ دیکھتے ہین اپنا ہی کر رکھتے ہین
آنکھ کے ڈورون مین جادو کا اثر رکھتے ہین

لعل تھیلی مین نہ درج مین گہر رکھتے ہین
اشک تر رکھتے ہین یا لخت جگر رکھتے ہین

پختہ کارون کا مقولہ ہے جو ہین عشق مین خام
آڑ مین ڈر کے وہ اپنے کو مگر رکھتے ہین

بھول کر بھی نہ کیا تو نے کبھی یاد ہمین
رٹ ترے نام کی ہم آٹھ پہر رکھتے ہین

اور تو پاس نہین رکھتے ہین کچھ اپنے ہم
اک فقط ہاتھ مین الفت کا ہنر رکھتے ہین

مثل گل صرف سے صد چاک ہوا انکا سینہ
جو کہ غنچے کی طرح مٹھی مین زر رکھتے ہین

معتبر بات ہو گیا ان کی کہ غنچہ کی طرح
جب زبان زیر زبان یہ گل تر رکھتے ہین

غیرت روز ہی رخ غیرت شب ہی گیسو
یاد ہر ایک کی ہم شام و سحر رکھتے ہین

ہر زمان قید مکان سے ہمین آزادی ہے
نکہت گل کی روش دوش پہ گھر رکھتے ہین

چاک سینہ سے ہوا گل کے یہ نکتہ معلوم
نالۂ زار بھی بلبل کے اثر رکھتے ہین

تار برقی پہ تصور کی خبر آتی ہی کام آتی نہین اپنے کبھی عزت اپنی		گو خبر اپنی نہین اُس کی خبر رکھتے ہین آبرو کینے کو مانند گہر رکھتے ہین	
۷۴	عشق ساقی مین وقار ایسی ہوئی کیفیت پانون کا ہوش نہ ہم سر کی خبر رکھتے ہین		۹
کس دن مری کنار مین وہ سیمبر نہین ظاہر مین ظلم و جور کا اُس کے اثر نہین لگتی بھلی ہی یار تمھاری بُری بھی بات کیون دمن ہو سیر بحر کی کیون ہو ہوا کے کس دن نہین ہی نامہ و پیغام تا بشام ای حسرت وصال تری عمر ہو دراز کس روز سوز عشق سے جلتا نہین ہی مہر ہان کی بھی جا نہین ہی نہین اب نکانون گا		فضل خدا سے کب مری مٹھی مین زر نہین بے حلیہ یہ کمان ہی تیرون مین پر نہین آتی ہنسی کب آپ کی دشنام پر نہین لب خشک یان نہین ہین کہ یان چشم تر نہین کس رات انتظار ترا تا سحر نہین یہ وہ شب فراق ہی جس کی سحر نہین کس شب چکور چاند سے منھ پر قمر نہین ہی حرف بار گیر تمھارا اگر نہین	
۷۵	ردکا وقار اُس کو جو مین نے تو یہ کہا کیون ہم کسی کے گھر رہین کیا اپنا گھر نہین		۹
دشمن ہی اعتراض کے کیون انتظام مین ساقی نہین وہ شوخ تو پھر مجکو ایک ہی اُس صبح رخ کے ناخن پا کا جواب تھا		ہرگز نہ عنکبوت کے باز آئے دام مین تریاق ہو کہ زہر ہلاہل ہو جام مین ہوتین ہلندیان اگر ابروے شام مین	

وہ کرم شبچراغ کے دھوکے مین پکڑ لینگے
مین سوز نامہ باندھ دون بال حمام مین

دل پرسیون سے یارون کے سب غم غلط ہوا
صبح وطن کا لطف ہی غربت کی شام مین

آیا وہ فاتحہ کو ہمارے مزار پر
شہباز آج آ ہی گیا پا بدام مین

ساقی گل گلاب ہی جس می کا نام وہ
دے خیر میکدہ کی گل تر کے جام مین

موزون ہوا ہی وصف دہن کا کمر کے ساتھ
عنقا کے ساتھ رخ بھی پھنسا میرے دام مین

۷۶ یہ روشنی طبع کا ہی فیض اے **وقار**
حیران ہون مثل آئنہ اپنے مقام مین ۱۱

پھنس گیا دل زلف عنبر بار مین
اہل ایمان گھر گیا کفار مین

کھتی ہی خلخال پاے یار مین
حشر کرتے ہو بپا رفتار مین

دل کو چھل کر صاف جاتا ہی مگر
چھل بھرے ہین کیا بت عیار مین

جب چلے تم یہ مثل ٹھہری غلط
کبک کا ثانی نہین رفتار مین

مین نے دیکھا آپ کڑوے ہوگئے
زہر گھولا شربت دیدار مین

کنگھی آہستہ کروا ہی جان من
دل پھنسے ہین زلف عنبر بار مین

تشنہ لب دی جان کشتون نے ترے
کچھ نہ تھا خنجر کے پانی دھار مین

تاب عارض سے زمانہ جل گیا
کیا ہی اب تمییز نور و نار مین

حلقۂ گیسو مین سبزہ کان کا
ہے زمرد سا دہان مار مین

فائدہ حاسد کو کیا تقلید سے
بو گل تر کی نہ ہوگی خار مین

۷۷	عشق مین گیسو و عارض کے وقار گرہ حلب مین ہون کبھی تاتار مین	۷

نکھرا ہی رنگ عارض جانان شباب مین	چمکا فروغ مہر مگر ماہتاب مین
سودائے زلف یار سے ہون پیچ و تاب مین	بخت سیہ نے مجکو پھنسایا عذاب مین
ساقی و رنگ خوش نہین کار شتاب مین	کیا سوچتا ہی دورۂ جام شراب مین
نرمی ہوئی جو اُس شکم صاف کو نصیب	دیکھی نہین وہ قاقم و مخمل نے خواب مین
یہ جسم یار کے ہی پسینہ کا رنگ و بو	صندل ملا دیا ہی رگڑ کر شہاب مین
رگ رگ مین جسم زار کے نالہ کی کوک ہی	کیا کیا نہ راگ رنگ ہی تار رباب مین

۷۸	ساقی کے حسن سبز کا یہ فیض ہی وقار ہی رنگ و بوے بنگ کا جلوہ شراب مین	۱۳

تیغ کی برش ہی اُس کے ابروے خمدار مین	زہر ہی مار سیہ کا زلف عنبر بار مین
تختہ گل داغ حسرت نے بنایا لالہ زار	بے نقاب آیا جو وہ رشک چمن گلزار مین
غرق گرداب پریشانی ہوا مین بیقرار	جب کہ اُلجھین مچھلیان بالی کی زلف یار مین
پانی پانی آتش دوزخ ہی جس کے شرم سے	وہ حرارت ہی ہماری آہ آتش بار مین
تو جواب کرنے لگا اٹھکھیلیون سے پائمال	کیا جلانے کو نہ تھی گرمی تری رفتار مین
کیا تعجب ہی اڑین گر اشک سے چنگاریان	ہی خیال شعلۂ رخسار چشم زار مین
بال وہ بھیگے ہوے آئے جو منہ پر وقت غسل	کیسی کیسی برق چمکی ابروے خمدار مین

جس طرح اطفال ریتی مین دیتے ہین سینگ لگا
جم رہی ہی وہ گھر یون دیدۂ خونبار مین

اس قدر لو ہارا مانے ہوئے ہی بھر رقیب
بھوت ہو کر بھی نہ بھٹکا کوئی کوئے یار مین

آگ بھڑکی سینہ مین تار نفس سے لو اٹھی
جب وہ رشک شمع بیٹھا پہلوے اغیار مین

کیا ملے پھر وصل کی شب جب خواہش کا دل
شام سے جب ہو سحر بوسہ ہی کی تکرار مین

مین اگر جاؤن وہان ڈر سے سمٹ کر بدگی
چھپ ہی جائے مرغ قالین کے ابھی منقار مین

۹	حضرت تسلیم کا شاگرد مین بھی ہون وقار کس طرح سے ہو نہ باریکی مرے اشعار مین	۷۹

شور محشر سے سوا ہی آج کل غل باغ مین
عندلیب زار کا شاید کہ ہی قل باغ مین

دیکھتے ہی روئے رنگین پھٹ گیا گل کا جگر
زلف کی خم دیکھکر بکھرا ہی سنبل باغ مین

گریہ امسال ہی طغیانی سیل بہار
نکہت نسرین سے باندھا جائیگا پل باغ مین

دیکھکر اس عارض پرنور کی گرمی حسن
آب خجلت سے ہوئی ہی آتش گل باغ مین

ساغر مے رشک گل ہی دست رنگین کے طفیل
نغمۂ بلبل بنا شیشہ کا قلقل باغ مین

محفل محبوب مین کیونکر نہون ہم نالہ کش
پاس گل کے چہچہے کرتا ہی بلبل باغ مین

جبکہ لیتا ہی جما ہی وہ بجاتا ہی وہین
بیکلی سے چٹکیان ہر غنچۂ گل باغ مین

کوئی دنیا مین نہین آزاد قید حرص سے
سرو پایا بے نوا دبا تو کل باغ مین

۹	ہائے تجکو نہین ہین اے وقار اہل وطن مرتبہ کا ہی گل تر کے تنزل باغ مین	۸۰

ترا مہربانی کا شیوہ نہین	مرا عاجزی کا طریقہ نہین
یہ نکتہ ہی ہین سادہ رو وہ ابھی	کوئی اُن کے خط مین جو نقطہ نہین
تردد ہی اعمال نامہ کا کیا	مرے ہاتھ کا کچھ نوشتہ نہین
یہ ہی بار حسرت مری نعش مین	اُٹھانے کا یارون کو چارہ نہین
بہت موشگافی سے یہ حل ہوا	ترے خط رخ کا لفافہ نہین

۸۱	کہے خوب اشعار تونے وقار زمین سخن گوشگفتہ نہین	۹

یاد دندان مین یار روتا ہون	گوہر آبدار روتا ہون
نہین کھلتا ہی اس کا تار مجھے	کس لیے بار بار روتا ہون
آٹھ آٹھ آنسوؤن سے دو دو پہر	کس سے ہوکر دوچار روتا ہون
یاد آئے ہین کس کے زلف وعذار	مین جو لیل و نہار روتا ہون
خیر مانگ اپنے آشیانے کی	باغ مین ای ہزار روتا ہون
تیغ کھائی ہی جب سے ابرو کی	دیکھ دریا کی دھار روتا ہون
چشم آتی ہی جب تمھاری یاد	پھوٹ کر زار زار روتا ہون
نالہ کرتا ہون یان سے ہٹ ای برق	بھاگ ابر بہار روتا ہون

۸۲	لب و دندان کی یاد ہے جو وقار اشک گہ گہ شرار روتا ہون	۱۴

جاتا ہی اپنے دل سے خیال فغان کہان
آزاد جو ہین اُن کو ہی قید مکان کہان

جو آشنا ہو ضبط سے وہ ہی زبان کہان

مژگان کا خال گوشۂ ابرو کا ہو حریف
مرغ نگاہ پاک کا ہی آشیان کہان

خاموش مثل شمع ملی ہی مجھے زبان
آتا ہی زد پہ تیر کے زاغ کمان کہان

مانا دہن ہی یار کا اک بے پتہ کی بات
پھر آہ آتشین کہان مین خستہ جان کہان

فرہاد کس امید پہ تم سے لگائین دل
نشان کمر جو دیکھیے تو ہی نشان کہان

سبزہ نہین ہی گالون پہ قدرت خدا کی ہی
منہ سے نکلتے حرف ہین خاطر نشان کہان

ہرگز نہ آہ مین قد پُرخم کے ہوا اثر
ہوتا ہی آتش گل تر مین دھوان کہان

ظاہر ہین اُن کے راز لطافت سے جسم کی
پلہ پہ پھینکیے تیر ملائم کمان کہان

میرے عدم پہ ہستی کی ہین بدگمانیان
شیشہ مین ہو ہی بادۂ گلگون نہان کہان

بتخانہ مین حرم مین کلیسا مین دیر مین
تیری کمر ہی مجھ سے سوا ناتوان کہان

لایا عدم سے ہستی مین اب اور قصد ہی
ڈھونڈا نہین ہی تجکو مریجان کہان کہان

منت کش جواب نہوگا مرا سوال
لیجائیگا کہان سے مجھے آسمان کہان

اُن کے دہن نہین ہی تو میرے زبان کہان

۸۳	ہی اس کا نام تلشکری یاد رکھ وقار خال سیہ کہان لب شکر فشان کہان	۷

کھینچین ہین جو آہین شب دیجور چمن مین
ہر نخل بنا ہی شجر طور چمن مین

نالہ کا مرے طرز اُڑا قمری و بلبل
اللہ رے غزل خوان ہوے مشہور چمن مین

سنبل سے کہا قصۂ گیسوے پریشان
کس پیچ سے کاٹی شب دیجور چمن مین

بیہوش ہوا کباب لگا ٹھوکرین کھانے
چلنے کا چلا اُس کے جو ہند گو رچمن مین

بیوجہ نہین آج چکا چوند گلون کو
چمکا کسی رخسار کا ہی نور چمن مین

کانٹا سا کھٹکنے لگا آنکھون مین ہر اک گل
لے تیر سے گیا جب ترار بخور چمن مین

۸۴

اک گل کی حضوری مین وقار آج مقرر
یہ شعر ہین پڑھنے مجھے منظور چمن مین

۶

ٹکرائے گی نہ آہ مری آسمان مین
یہ تیر وہ نہین کہ کرے گھر کمان مین

کرنے ہین آج عرض مجھے نالۂ حزین
ای کاش لکنت آئے نہ میری زبان مین

دیتا ہی فرض ہر دہن زخم کا جواب
قاتل کی تیغ کہتی ہی اپنی زبان مین

رتبہ کبھی کسی کا گھٹاتے نہین ہین ہم
ذرے ہین آفتاب ہمارے گمان مین

سینہ مین تیرے ہو کسی بوٹہ سے قد کی یاد
پودھا ہو ہان نیا کوئی تیرے مکان مین

۸۵

ہی ذو الفقار بہر عدو ای وقار وہ
موزون ہوئی ہی بیت جو ابرو کی شان مین

۵

ساقی کی بو بسی ہی ہمارے دماغ مین
ہی موج خیز بادۂ گلگون ایاغ مین

سینہ خیال یار سے مطلع ہی نور کا
عالم ضیاے مہر کا ہی داغ داغ مین

ایسا مین کھو گیا ہون خیال حبیب مین
خود دل مرا خراب ہی تیرے سراغ مین

روشن ہوئی یہ بات کہ پروانون کے لیے
بتی بنی ہی خنجر بران چراغ مین

۱۶	آتے ہیں لال لال کسی گل کے یاد لب جا کر وقار روئیں گے ہم لعل باغ میں	۸۶

کھچ گیا جی آئی جب آواز مطرب کان میں
جذب مقناطیس کا تھا نغمہ زن کی تان میں

کس کو میں اچھا لکھوں اور کس کو لکھوں میں برا
زلف اپنی شان میں گیسو ہے اپنی شان میں

اُٹھتے ہی نالوں کی آندھی کے ہوا ہو گیا دل
لو مری کشتی ہوا کے آگئی طوفان میں

قہر ہے وہ نرم دل ہو سخت بے مہر اس قدر
یاد کر اے دل کہ اُس کو کیا لکھا نسیان میں

اے صنم ثابت ہوا اقرار سے تیرا دہن
کہنے کو یہ بھی ہے گویا معجزہ الحان میں

عشق ورزی نشت گردی سینہ چاکی بیخودی
پادشاہ حسن نے لکھی مرے فرمان میں

تیرے رخ کے سامنے ہو منھ یہ آئینہ کا ہے
لب پہ ہو سرسبز یہ سرخی کہاں ہے پان میں

سینۂ بیتاب میں ٹھہرا ہے درد ہجر یار
میزبان معذور ہے غیرت نہیں مہمان میں

دے بھی دو دیتے ہو گر بوسہ کوئی خیرات حسن
دیر کرنا اس قدر کیا چاہیے احسان میں

گردش چشم صنم نے قتل عالم کو کیا
برش شمشیر گویا جزو ہے اس سان میں

محتسب کی آن ٹوٹے گی تمہاری چشم مست
آن اگر دیکھے گا زاہد جان دیگا آن میں

ہونٹھ پر مسی نہیں ہے گہن میں ماہ نو
آپ دھرمی ہیں مجھے دین ایک بوسہ دان میں

دیر تک چوسا اُسے کس نے دہان زخم میں
اب تک باقی نہیں قاتل تری پیکان میں

وقت ہی زندہ کرو عیسی کا مردہ معجزہ
تم ذرا آؤ تو آئے جان میری جان میں

دیکھتے ہی مجکو بھڑکے اس قدر ایجان کیون
آج کیا پھونکا شریر دن نے تمہارے کان میں

۸۷	ہین مراد آباد مین مجھ سے ہزارون کو نہ ذوق کیا ابھی صاحب سخن ہین ای وقار ایران مین	۹

وہ پری تصویر مضمون لکھے تیری شان مین
سیر ہے اندرنگ مانی کی مرے دیوان مین

واسطے انسان کے ہے آدمیت عین شرط
ورنہ کیا انسان مین ہے جو نہین حیوان مین

زلف کافر کو لکھین گے لام ہم اسلام کا
ہے یہی رکن رکین ایمان کے ارکان مین

یہ معما ہے کہ مین کوچہ کی گردش چھوڑ دون
اس لیے بھیجے ہین اُسنے پان ناگردان مین

عاشق حیا نیاز کو عارض کا بوسہ دیجیے
نام پیدا کیجیے ای جان جان احسان مین

جوہر آئینہ کا عالم نظر آنے لگا
یہ پڑے تار نظر کے نقش اُس کی ران مین

بن گئی ہے آنکھ میری آرسی کا آئینہ
یہ حیا نقشہ تحیر کا تمہارے دھیان مین

یہ اجابت مین ویار عشق سے حاصل ہوا
جان جہرانی مین وہی اور دل دیا تاوان مین

۸۸	کس طرح مین ایک سمجھون زلف و گیسو کو وقار شان مین مشرک کے کیا لکھا نہین قرآن مین	۹

یاد جو کچھ تھا وہ بھولا ہون تمہارے دھیان مین
مثل دیوانہ نہین ہون اپنی مین پہچان مین

والہ چشم سخن گو زلف کا عاشق ہوا
اصفہان سے تیرہ بختی لائی ہندستان مین

گو کہ زہرہ لولی گردون ہے پر قصان نہین
فائدہ کیا ہے ہمین نقصان کے اعلان مین

دل کے آتے ہی گئے تاب و توان ہوش و خرد
منفعت کی تھی توقع آ گئے نقصان مین

دیکھکر خاموش مجکو طعن سے کہتا ہے وہ
نطق ہی کا فرق ہے انسان مین حیوان مین

کیا چڑھی پھرتی ہی اک کالی پری چھباپن مین سبزۂ خط کو ہی دیکھا یار کے شعبان مین وہ سمجھتا ہی کہ کچھ چھوڑا ہی پڑھکر پان مین		ہی ہماری آنکھ مین جلوہ کسی کی زلف کا تنکے گلیون کے چنون گا ای جنون اب کی برس کس کا کھانا شک سے چھوتا بھی نہین ہی ہاتھ سے
۷	ہی کمینے پن سے دشمن گو کمین مین ای وقار ٹوک کر مارونگا اُس کو ایک دن میدان مین	۸۹
منتین کرتے ہین گھبراتے ہین یہ حسین قہر و ستم ڈھاتے ہین اچھے ہو کے بُرے پچھتاتے ہین ترچھی نظرون مجھے دھمکاتے ہین آنکھ مین دل مین جگہ پاتے ہین توتے کی طرح بدل جاتے ہین		کبھی دم پر جو وہ چڑھ جاتے ہین ہو کے بت خانۂ دل مین آئے دست عشاق سے تنگ آ کے حسین بوسہ مانگون تو وہ بدلین تیور مرتبہ حسن سے ہے خوبون کا یہ وہ معشوق ہین دم مین آنکھین
۵	آئے گیا اُن کو وفا یاد وقار قتل کے بعد جو پچھتاتے ہین	۹۰
مین اندھیرے مین جان کھوتا ہون زلف و عارض کے غم مین روتا ہون مے سے دامن کا داغ دھوتا ہون اپنے پھر نقد جان کو کھوتا ہون		یاد گیسو مین یار روتا ہون کیون نہ رنگ سرشک طوسی ہو زہد مین بھی ہے میرے کیفیت آج پھر ڈھونڈھتا ہون مین اُس کو

۱۰	آج جاگا ہے بخت اپنا وقار اُس کو لے کر بغل مین سوتا ہون	۹۱

سنتا ہے کون کس سے ستم کا گلا کرین
فتنہ اُٹھے جو وید کا وعدہ وفا کرین
بوسہ رخ صنم کا نہ لین بے وضو کبھی
مہندی لگائین سامنے اغیار روسیاہ
بسمل نہین ہین کشتۂ شمشیر ناز ہین
احسان کسی کا اُٹھ نہین سکتا ہی ضعف سے
دولت جنون مین بھی ہو قدم سے لگی ہوئی
دست حنائی مین ید بیضا نے جو پھول
اللہ کیا نہین ہی جو ہون ہم بتون کے رام

عاشق سوائے صبر بھلا اور کیا کرین
قامت دکھائین وہ تو قیامت بپا کرین
قرآن کا پاس چاہیے ہم پارسا کرین
ہم پس کے اشک خون نہ بہائین تو کیا کرین
زخمون سے خون بہے تو طلب خونبہا کرین
ہم کیا سمجھ کے خواہش ظل ہما کرین
سونے کی بیڑیان ہون اگر ہم دعا کرین
بیعت خوشی سے موسی معجز نما کرین
اٹکی ہو جن کی ان سے وہ صدمہ سہا کرین

۱۱	امید وصل یار پہ جیتے ہین ہم وقار کہتا ہی اُن سے کون کہ وعدہ وفا کرین	۹۲

مانا مزون کی لوٹ بھی وصل یار مین
ہر ایک اس مین مایۂ صد گرد باد ہی
مرنے کے بعد بھی نہ گئی روشنی قلب
کوئی کسی طرح کی نہین ہی اب سے ہوس

لذت جو عشق کی ہی وہ ہی انتظار مین
نا چیز سے جو ذرے ہین میرے غبار مین
آئینہ سا لگا ہی ہمارے مزار مین
سینہ مین میرے دل ہی کہ مردہ مزار مین

آنے کو آپ آئینگے لیکن یہ عرض ہے
ہوگی تلاش واعظ وکتھا خوان کی شہر مین
لاغر ہین اپنے خندۂ دندان نما نہ کر
واعظ کی زنہار نہ مانینگے بات ہم
لبس لبس کے شور سے مرے اب تک بھرے ہین کان
اب دام عنکبوت مین پھنستا ہی شاہباز

انکار کی بھی تہ رہے قول و قرار مین
شاید کہ سننے والے بھی ہون اس شمار مین
گھڑیال کا نہو کہ گہر آبدار مین
اشراف توبہ کرتے ہین فصل بہار مین
کھنچا تمھارا تھا خواب مین کس کو کنار مین
الجھا رہا ہون یار کو باتون کے تار مین

۹۳	سوکھے خزان مین خار کے مانند ای وقار شبنم کی طرح روتے رہے ہم بہار مین	۵

جب جواب خط عاشق وہ رقم کرتے ہین
جس گھڑی لکھتے ہین تیغ دودم کو اپنی
نرم خو یون ہے کبھی عشق کی پرسش نہوئی
آہو چشم کی الفت مین یہ حکمی وحشت

تو زبان خامہ کی پہلے ہی قلم کرتے ہین
ساتھ ہی ذا نقتا کو وہ دم کرتے ہین
وہی معشوق ہین جو ظلم و ستم کرتے ہین
اپنے سایہ سے بھی ہم وحشت مین رم کرتے ہین

۹۴	یہ بھی اک بات نئی ہم نے نکالی ہے وقار رنج کی اپنے خوشی عیش کا غم کرتے ہین	۱۰

ردیف واو

وہ کون ہے پسند نہ جس کو جمیل ہو
گر یاد گریہ مین تری چشم کحیل ہو

کیا بات آپ کی ہے حسین ہو شکیل ہو
آب سرشک آب رخ رود نیل ہو

اُف کردے نالۂ شرر افشان زمانے کو
یہ اور بات ہی جو اُدھر سے ہی ڈھیل ہو

سینہ پہ میرے دست حنائی جو رکھو تم
ہر ایک داغ رونق باغ خلیل ہو

سرو سہی جو سرکش و باغی ہوا تو کیا
ای جان بیوقوف ہو وہ جو طویل ہو

وہ ایک ہو کہ آئنہ مین بھی نہین ہے عکس
احول تلک یہ کہتے ہین تم بعدیل ہو

آنکھین چرائین گریہ نے منہ پھیرا آہ نے
کیا روز بد مین کوئی کسی کا کفیل ہو

آنکھون کے پردے گل گئے نم سے سرشک کے
اندیشہ کا مقام ہی جس گھر مین سیل ہو

ملک عدم کا عزم ہی توشہ نہین ہے پاس
دے ڈال ایک بوسہ کہ زاد السبیل ہو

٩٥	تم سا مراد آباد مین کوئی نہین وقار احسان مین کرم مین عدیم المثیل ہو	٩

چاہتا ہی دل مرا پھر گیسوِ خمدار کو
طی مجھے کرنا پڑا پھر راہ ناہموار کو

یاد عارض نے کیا معدوم جسم زار کو
چاندنی نے آج ڈھایا ہی مری دیوار کو

گر نہین دیتے ہو بوسہ لب کا ای صاحب نہ دو
چوم لونگا مین وہان زخم سے تلوار کو

بزم رندان مین بجا یہ لوگ ہین بگڑے ہوے
کس لیے ڈھاتا ہی واعظ گنبد دستار کو

دیدۂ یعقوب بینا جامۂ یوسف سے ہو
اُس کے ڈورون سے مگر رشتہ ہی اس کے تار کو

ہی گل عارض مین تیری شمع کے شعلے کا رنگ
کیون نہ بدلین بلبلین گلگیر سے منقار کو

عرش پر کرسی نشین ہوگا نہ شیطان لعین
دخل گو بیٹھے پہ نہوگا یار کے اغیار کو

کب خریدارون کی اُس کے بھیڑ کوچہ مین نہین
شی جو گھر بکتی ہی وہ جاتی نہین بازار کو

۹۶	اس زمین مین منھ جو کھولے منھ کی وہ کھائے وقار معجزے کا حکم ہے تسلیم کے اشعار کو	۶

غرض کسکو کسی کو تم اُٹھا دو — مگر نقش اپنا محفل مین جما دو

یہ مین کہتا ہون واپس دل مرا دو — مگر بوسہ مجھے ٹھہرا ہوا دو

ٹلے ہم تیرہ روزون کی شب غم — رخِ پر نور سے گیسو ہٹا دو

کہا مشک ختن زلف سیہ کو — خطا کی مین نے جو چاہو سزا دو

ستاؤ دل مرا صاحب ستاؤ — خوشی سے تم خدا کے گھر کو ڈھا دو

لب شیرین سے دو گالی عدو کو — کبھی تو زہر مین میٹھا ملا دو

۹۷	لکھا ہے اس غزل مین حال دل کا وقار اُن کو ذرا جا کر سنا دو	۹

لب پان خوردہ کھلا رہنے دو — گل خوبی کو کھلا رہنے دو

سر اُٹھاؤ نہ لب بام آ کر — زیر دیوار پڑا رہنے دو

گر نہین پاس بٹھانا منظور — دور ہی مجھکو کھڑا رہنے دو

سر بام آ کے لڑاؤ آنکھین — طاق نسیان پہ حیا رہنے دو

رکھو مرہم نہ مرے داغون پہ — چمن عشق کھلا رہنے دو

مہر سے قہر مین ہے زائد لطف — زہر دو آب بقا رہنے دو

فربہ فربہ ابھی پھنستے ہین شکار — دام گیسو کا کھلا رہنے دو

...قسم تیغ کی گردن کا مرے — آج تسمہ نہ لگا رہنے دو

۹۸
وہ اگر روٹھے ہین تو تم بھی وقار
کچھ مزاج اپنا رُکا رہنے دو
۵

تو وہ انسان ہی ایجان جو پاؤن تجکو — آنکھ کے ساتوین پردے مین بٹھاؤن تجکو
جیسا عاشق نہوا ہی کوئی معشوق مزاج — یاد رکھ مین نہ مناؤن نہ مناؤن تجکو
گر میان شوق سے کر غیر سے مین بھی اکدن — انکھین ٹھنڈی ترمی آنکھون سے جلاؤن تجکو
مصرع زلف مین دل تو مرا باندھا ہی مگر — مین بھی سوپیچ کے مضمون مین لاؤن تجکو

۹۹
تو بھی حیران و پریشان ابھی ہوجائے وقار
گر رخ و زلف کا افسانہ سناؤن تجکو
۸

معشوق ہی وہی جسے میل وفا نہو — عاشق ہی وہ جو شاکی جور و جفا نہو
بندش وہ ہم نے کی ہی جو چشم آشنا نہو — مضمون وہ لکھا ہی جو کانون سنا نہو
حرف غرض سے لب نہون زنہار آشنا — دل جلوہ گاہ حرص کبھی اے خدا نہو
موزون نہ ایک مصرع پر پیچ ہو کبھی — دل مین اگر تصور زلف دوتا نہو
ناموس نذر کردہ آغاز عشق یار — انجام سوچتے نہین کیا ہوئے کیا نہو
ممکن نہین ہی آئنہ مین مو رگھر کرے — سینہ مین میرے دخل فریب و دغا نہو
لب پرسی کا اب نہ دھبا لگا ہیے — قیمت مین لعل سے کبھی نیلم سوا نہو

۱۰۰ دیوان مین جو وصل کے مضمون لکھین وقار — آپس سے پھر ورق کوئی ہرگز جدا نہو ۱۲

روتے مین جو یاد وہ مسی ہو
کس طرح نہ اشک نیلمی ہو

کیا فائدہ قصۂ عدو سے
وہ بات کہو جو کام کی ہو

بیٹھی تری باتون پہ موا ہون
سنگ سر قبر شربتی ہو

مرنے کی مراد کیون نمانون
جب وصل ترا نہ جیتے جی ہو

مشتاق ہے میری پارسائی
معشوق بھی کوئی پارسی ہو

قائل ہی مرا وہ صندلی رنگ
تختون کو اُسی کے صندلی ہو

مانو کہ نہ مانو بات میری
انسان نہین ہو تم پری ہو

تم آپ سے آپ دوڑے آؤ
قابو مین اگر ہمارا جی ہو

کوٹھے پہ بلاؤ پاس اپنے
ہے مہر جو ذرہ پروری ہو

وہ حشر کے دن کی دھوپ سمجھو
گر ہجر کی شب مین چاندنی ہو

بلبل کو جو دیکھون پاس گل کے
کس رنگ نہ مجکو بےکلی ہو

۱۰۱	مضمون ہو وقار وہ غزل مین ہر لفظ پہ دل مین گدگدی ہو	۷

تم کہین ظلم سے باز آتے ہو
خاک پھر گلیون کی چھنواتے ہو

رقص مین راگ نیا لاتے ہو
فتنہ سوتا ہوا چونکاتے ہو

نہ شگفتہ ہوئے آغوش مین تم
پھول کی طرح سے کمہلاتے ہو

بار گیسو سے لچکتی ہے کمر
بال کی طرح سے بل کھاتے ہو

ٹ کھایا تونہین ہی ہمین سے نے
ہمکو غرا نہین جانبازی پر

بوسہ کے لینے پہ جھنجھلاتے ہو
بوسہ دیتے ہوئے اتراتے ہو

۱۰۲
آپ کے ساتھ وقار آتا ہے
یہ نہی سر پہ بلا لاتے ہو
۷

دیکھا اشک سے خالی کسی ن چشم گریان کو
ین سمجھا پھول مین سوسن کے کلیان ہین نسرین کی
گئے صحرا مین ہوا آپ کو جب شہر مین دیکھا
ترشوا کے خدا را تم خط سبز نگین کو حسن اعضا
عدو سے خنجر کچھ تقلید سے تیر نیا نیگا
ہر اک کانٹے کو باندھا دامنون مین ہم نے چھالون کے

ستارون سے بھرا دیکھا ہمیشہ برج میزان کو
مسی مالیدہ لب پر جبکہ دیکھا در دندان کو
ابھی یہ شہر مین آئین جنھم جاؤ بیابان کو
بڑھا جب سبزہ خودرو کیا غارت گلستان کو
نہ پہونچے شہر قالین کبھی شہر نیستان کو
کیا جب یاد صحرا مین کسی مو مژگان کو

۱۰۳
ہوا ظاہر وقار اسرار معنی مرغ حق گو سے
کہ انسان پر شرف یاد الٰہی مین ہی حیوان کو
۵

ہی ہوا یار کی اڑتا ہوا گھوڑا مجکو
دور پھینکا جورہ یار کا روڑا مین ہوا
بدمزہ ہو گئے نہ دے ساغر بادہ بھر کر
رنج یہ اس نے دیے سانس ہی لینا مشکل

وحشت دل کا پر اب چاہیے گھوڑا مجکو
ٹھوکرون مین بھی فلک تو نے نچھوڑا مجکو
ہی بہت لطف سے گر دیجیے تھوڑا مجکو
ہو گیا ہی مرا دل سینے کا پھوڑا مجکو

۱۰۴
حسرت دید دم مرگ رہی دل مین وقار
نیم بسمل بھی تو قاتل نے نچھوڑا مجکو
۷

ردیف ہاے ہوز

کب وہ ہو رخسارۂ روشن کا ہمسر آئینہ
جو نہو تیرے کف پا کے برابر آئینہ

غیر کو رکھنے ندو منہ عارض پُر نور پر
بھاپ سے ہوتا ہی ای صاحب مکدر آئینہ

مجکو حیرت ہی کہون کیونکر پریشانی کا حال
رات بھر اُن کا مصاحب شانہ دن بھر آئینہ

گر نہین دیکھا ہی اُنکا عارض حیرت فزا
کس لیے ہی دست مشاطہ مین ششدر آئینہ

خط مین لکھا اس قدر مضمون رُوے صاف کا
بن گئے ہین بال پر جوہر کبوتر آئینہ

آپ سے محبوب خوش منظر کا ہی حاجت روا
وقت کا اپنے سکندر ہی مقرر آئینہ

۹	وی جلا دل کو جلا کر آپ ہم نے ای وقار صاف خاکستر سے ہوکر ہو مکدر آئینہ	۱۰۵

کھول اگر زخم مین ای ترک گرفتار کی راہ
دیکھتی جان ہی تن مین تری تلوار کی راہ

نوک مژگان کا جو اُس گل کے تصور ہی مجھے
پیش آئے گی مگر وادی پرخار کی راہ

دل نالان ہوا پھر لوٹ کسی ابرو پر
کاٹنی پھر پڑی سر سے کسی تلوار کی راہ

خال سرمہ کا لگا پھرنے تہ چشم میگون
پھر سیہ مست نے لی خانۂ خمار کی راہ

قد و رفتار کا صاحب کے جو دیکھا عالم
سرو نے باغ کی لی کبک نے کہسار کی راہ

زخم گہرے سے لگا اور بھی گہرا کوئی
کھوئی ای جان نکل اپنے دل افگار کی راہ

جھک گیا ضعف سے سر پاؤن پہ چلتے چلتے
سر موٹی نہوئی کاکل خمدار کی راہ

سیر منظور رہی گر ملک عدم کی ای دل
گھیر کر بیٹھ رہو ترک ستمگار کی راہ

۱۰۶	حسرتین نکلین اگر زخم ہو پہلو مین وقار میرے فرزون کو ملے روزن دیوار کی راہ	۵

تری ہر بات ہی اسے یار عمدہ — انوکھی چال ہے گفتار عمدہ
ہمین نازش ہی اپنی عمدگی پر — ملا نام خدا دلدار عمدہ
گل و غنچہ کو اچھا کیون نہ لکھون — دہن بھی خوب ہی رخسار عمدہ
چبھی ہی دل مین اک کافر کی مژگان — سمجھتے ہم ہین گل سے خار عمدہ

۱۰۷	وقار اچھی نہ کیونکر یہ غزل ہو کہ ہے شعرون مین بالتکرار عمدہ	۱۱

جو گفتگو ہو تو ہو اپنی آبرو کے ساتھ — نہ کہیے ہم سے کوئی بات آپ تو کے ساتھ
بگڑنا بات کا کیسا زبان بگڑتا ہی — وہ نرم رو ہی بہت سخت گفتگو کے ساتھ
وصال مین بھی تو بن بن کے وہ بگڑتا ہی — الٰہی کیسے نبھے یار تند خو کے ساتھ
دل و جگر پہ مرے صدمہ کچھ نہ کچھ پہونچا — کہ اشک آنے لگے ہل اب لہو کے ساتھ
مژہ چھری ہی نگہ تیر تیغ ابرو ہین — لڑائی کون کرے ایسے جنگ جو کے ساتھ
شرار آتش داغ جگر ہے نار جحیم — جلے گا خرمن برق ایک تیر چھو کے ساتھ
پسند آئی نہ اس کو ہماری تنہائی — ہمیشہ رکھا ہمین اس نے آرزو کے ساتھ
مریض عشق نہ چنگا ہو کہنے سننے سے — یہ داغ جاتا نہین آب شست و شو کے ساتھ
مین ناتوان ہون اور زخم فربہ ہین جراح — نکل ہی جائیگا دم بخیہ و رفو کے ساتھ

کسی کی تیغ کی ڈوری کا رشتہ الفت
جڑا ازل سے ہی میری رگ گلو کے ساتھ

١٠٨	کڑی اٹھاتے ہو زنجیر پا و گردن کی وقار ربط ہی کس زلف مشکبو کے ساتھ	٥

ردیف یاے تحتانی

اُس نے کیا آنکھیں دکھائیں عمر بھر وحشت رہی
آہوان دشت سے شام و سحر صحبت رہی

خط نکلنے پر بھی سربستہ رہا مضمون خط
شرح بھی لکھی گئی پر متن میں دقت رہی

مصحف رخ خال سرمہ سے نکر زیر و زبر
نقطۂ شک جب لگا مصحف کی کیا عزت رہی

زیست میں پھاڑ اگر پیان بعد مرنے کے کفن
میں رہا جیسا وہان میری نئی حالت رہی

١٠٩	بن گئی آئینہ میں موج نفس طوطی وقار محو خط کی اُس کے سکتے میں بھی یہ حالت رہی	٥

کیا ہی ناک میں دم کفر و دین نے
مٹایا نقش عشرت آن و این نے

جو عطر گل میں بو ہے ناز بو کی
یہ کھینچا ہے مگر اُس نازنین نے

نہیں ہی جور کا شکوہ تمھارے
ستایا ہے دل اندوہگین نے

ہوا ہے دشمن جان یار جانی
مجھے کاٹا ہے مار آستین نے

١١٠	وقار اک مصرع مقطع ہی شعر سے یہ پکڑا اوج شعروں کی زمین نے	١١

اے خدا یون ہی فلک بر سر بیداد رہے
روندتا خاک مری وہ ستم ایجاد رہے

قیس و فرہاد سدا تابع ارشاد رہے
ہم رہے جس جگہ اُستادون کے اُستاد رہے

نہ کبھی یار کی تصویر تو مثل تصویر
دم بخود دیر تلک مانی و بہزاد رہے

مجسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا کوئی
یہ سخن اے ستم ایجاد فرا یاد رہے

حسن جانان کی کبھی یاد فراموش نہو
قید شیشہ مین ہمارے یہ پریزاد رہے

عشق گیسو مین ہوئے خانہ زنجیر مین قید
للہ الحمد کہ میعاد سے آزاد رہے

کشور دل مین ہمارے ہی سمائی غم کی
یہ بھی اک ٹکڑا بہت ہی اگر آباد رہے

داغ لکھا جو تری آنکھ کو سوسن نے کہا
اس پہ نرگس کی طرح میرا بھی اک صاد رہے

حسن پر تمکو یہ غرا ہی کہ اتراتے ہو
عشق کی ہوتی ہی پھٹکار بُری یاد رہے

مجکو گر دیکھے مری تیغ ہنر کا جو رنگ
اپنے جوہر سے جدا خنجر فولاد رہے

۱۱۱	حسرت دید نہ رہ جائے مرے دل مین وقار کچھ تو شمشیر کو تانے ہوئے جلاد رہے	۱۰

کہون بگڑے کے عالم کو کہ کیا ہے
مگر زلف سیہ بال ہما ہے

ملے غیرون سے دل ہم سے جدا ہی
رہو تم خوش ہمارا بھی خدا ہی

غضب غمزہ ہی انکا قہر ہے ناز
ستم انداز ہے آفت ادا ہی

نہ پوچھو مجھسے خود آنکھون سے دیکھو
کہون کیا حال دل تم سے کہ کیا ہی

گلے پہ عشوہ خونریز کو پہ
ٹپکتی چشم جانان سے حیا ہی

نہ مجھے دے دیا دل نخالی الذہن
بھری ان دلفریبون مین دغا ہی

عبث ہی چارہ جوئی دوستون کو
نظر آتی نہین بچتی مجھے جان
مریض عشق سے کرتا ہے کیا وصل

مرض ہی عشق کا سو لا دوا ہے
شمیم زلف بھی کالی بلا ہی
پکڑ لی کیا مزاج اب یہ دوا ہی

۱۱۲	جواب خط وقار آئے نہ وان سے یہی تقدیر مین میری لکھا ہے	۷

یہ نہ سرمہ کی سلائی وہ نہ چشم یار ہے
مست مستانہ چلے آتے ہین وہ میخانہ سے
روح مرقد مین نہ ٹھہری بن کے طائر اڑ گئی
چشم کے بیمار کا غمخوار یان کوئی نہین
خط لب نے اُس کے ابرو کی بڑھائی آبرو
چار میخون سے وہ تن کی بحث مین دشمن بندھا

تشنگی سے پھیرتا لب پر زبان بیمار ہے
لڑکھڑاتے پاؤن ہین بکھری ہوئی دستار ہے
بعد مردن بھی ہلوائے کوچۂ دلدار ہی
ہان مگر تھا ایک دل اب وہ ہی خونبار ہے
حسن کی دولت وہ خوشگو صاحب اشعار ہے
کھل گیا ہمکو دلیلی کے سبب یہ یار ہی

۱۱۳	تو نہو مغرور اُس کی دوستی پر اے وقار روٹھ بیٹھے گا یہ اُس کا چار دن کا پیار ہی	۵

غنچے پیکان کے سپر کے پھول پھل تلوار کے
ہین یہ کہتا ہون کہ بار زلف پر ہی کینچلی
گرمیان یان غیر سے کرتا ہی تو اے سرد مہر
تنگ چشمون کا نہو ممنون ہرگز رو فراخ

قتل گہ مین بھی ہین سیر گلزار کے
لوگ کہتے ہین کہ بکھرے پیچ ہین دستار کے
دست و پا وان اڑ گئے تخند سے بیمار کے
کام سوزن سے پڑا دامن کو کب جو بار کے

۱۱۴

قید ہستی سے وقار اک دم مین ہی مجکو نجات
جان تصدق کیجیے سر پہ یار کی تلوار کے

۷

جو کیفیت لکھون اشک و فغان کی
کرون تشبیہ زنگ و کاروان کی

کمر سے کیون اُلجھتی ہی تری زلف
لڑائی کیا قوی و ناتوان کی

غم شبہاے فرقت شوق سے آئے
کسے خاطر نہین ہی میہمان کی

سوال وصل مین ای جان عالم
بجز ہُون کے کبھی تم نے نہ ہان کی

تمھارے گوشۂ ابرو کے تل سے
نئی تشبیہ ہے زاغ کمان کی

کیا پھر چشم نے مژگان کو سیدھا
صف آرائی ہی پھر چنگیز خان کی

۱۱۵

تصور مین وقار اک رشک گل کے
ہوا کس کو ہے باغ و بوستان کی

۱۲

زلف سیاہ یار کا مجکو خیال ہے
کہتے ہین اہل ہند مگر تیرا کال ہی

مغرور کیون نہو کہ وہ صاحب جمال ہی
بادہ سے بڑھ کے نشہ مین صہبا مآل ہی

پتلی کمر کا یار کی دل مین خیال ہی
اللہ والی ہی مرے شیشہ مین بال ہی

ہنسنے کے ساتھ زخم نے کین خون فشانیان
سچ کہتے ہین کہ رنج خوشی کا مآل ہی

عاشق ہون لیک سخت ہی نازک مزاج ہون
مین ہون اور اپنی ہر گھڑی مجکو سنبھال ہی

لکھونگا نون و صاد مین ابرو و چشم کو
مصحف کے روے یار پہ صاد مثال ہی

ہی مانگ کہکشان تو تری ماہ تمام رخ
ماتھا سپہر حسن ہی ابرو ہلال ہی

خالق نے میرے مجکو عطار ونش کیا
دو بیڑیان پہناؤ کہ زلف دوتا کا عشق
مضمون دہن کا فکر سے بچتا نہین کبھی
تمئیز خوب وزشت کی ہرگز نہین رہی

گذرے گی خوب یار بھی زہو مثال ہی
کچھ اگلے سال سے بھی سوا اگلی سال ہی
عنقا کے پھانسنے کا ہمارا ہی جال ہی
اب رنج سے حواس مین یہ اختلال ہی

١١٦	آغاز ہی مین کھل گیا انجام ای وقار فکر وصال یار پیام وصال ہے	٩

دن گزرتا ہے بیقراری سے
ہی لوح سیاہ کاری سے
جنبش ابرو کی کرگئی ہے کام
ہی محبت انھین عداوت سے
میری ملتی نہین ہے کوڑی آج
پاس بیٹھے تو بیٹھے سمٹے ہوے
دورۂ عمر ہو گیا آخر
شب وصل اُس سے آنکھ سکتے ہم

رات کٹتی ہے آہ وزاری سے
توبہ ہوگی نہ بادہ خواری سے
مرگیا ایک زخم کاری سے
دشمنی اُن کو دوستداری سے
تم تو دیکھو ذرا کٹاری سے
دیا بوسہ تو شرمساری سے
نہ پھرے ہم شراب خواری سے
ملتی مہلت جو اشکباری سے

١١٧	گل اگر آپ ہین وقار ہے خار وجہ نفرت کی ہمکناری سے	١٣

زدہ ای دل بہار آتی ہی
جوشش لالہ زار آتی ہے

غمزہ کرتی بہار آتی ہے — پہنے پھولوں کا ہار آتی ہے
بوئے گل ہے ہوا کے گھوڑے پر — رنگ اُڑاتی بہار آتی ہی
موج جب دیکھتا ہون دریا کی — یاد رفتار یار آتی ہے
مین وہ ہون صید ناتوان زبون — دام کو جس سے عار آتی ہی
چونک ای اضطراب روز فراق — پھر شب انتظار آتی ہی
ہی جو دل مین خیال ابرو کا — آہ لب پر فگار آتی ہی
یاد کاکل مین ایک کالی بلا — اژدہے پر سوار آتی ہی
تیغ ہی لے ملاؤ گر تمکو — گلے ملنے سے عار آتی ہی
ناز و عشوہ کو پھر کیا رخصت — خیر ہو پھر پکار آتی ہی
موت سودائے زلف و گیسو مین — اب دو اسپہ سوار آتی ہی
شوخی و دلبری و چالاکی — ہو لئے اُس پر نثار آتی ہی

١١٨	گر ہو رکھی ہوئی بُری بھی شئے کام اک دن وقار آتی ہے	٧

کون ہے جس کی ایسی صورت ہی — کس کو خوبی مین تم سے نسبت ہی
خانۂ دل مین ہے خیال صنم — یہ وہ کعبہ ہے جس مین مورت ہی
زلف پیچیدہ ایک مصرع ہے — سبزۂ خط نئی عبارت ہی
بات خالی نہین ہے شوخی سے — چتونون مین بھری شرارت ہی

سنے ہے عبادت تمھارے نام کی رٹ | جس کا طاعت ہی نام اطاعت ہی
نہین سنتے بھلے کی اپنے بات | کیا بُری آپ کی طبیعت ہی

۱۱۹	جان کی کل وقار باری رہے آج تاب و توان کی رخصت ہے	۹

وہ عارض کا جوبن دکھاتے رہے | غرور حسینان مٹاتے رہے
دکھاتا رہا آئینہ ماہتاب | سحر تک وہ گیسو بناتے رہے
دل آتے ہی اک بت پہ آفت ہوئی | کہ ہم سارے کامون سے جاتے رہے
کبھی کنگھی کی گاہ سرمہ دیا | وہ آنے مین دیرین لگاتے رہے
مرا جوش الفت کا بڑھتا رہا | وہ ہر چند صحبت گھٹاتے رہے
ترے روبرو آئے کیا آئنہ | مہ و مہر آنکھین چُراتے رہے
کسی کے لیے ہم بگولے کی طرح | سدا دشت مین خاک اڑاتے رہے
وہ لکھا کیے غیر کے نام خط | مرا نقش ہستی مٹاتے رہے

۱۲۰	وقار اشک سے کھُل گیا راز عشق وگرنہ بہت ہم چھپاتے رہے	۷

نہ پھیرا منھ شب ہجران قضا سے | ادا کی شرط جانبازی وفا سے
مین سمجھا چاند پر قربان ہوا ابر | اُڑی جب زلف عارض پر ہوا سے
انھین اٹھکھیلیون سے چال چلنی | کوئی پامال ہو اُن کی بلا سے

دیا بوسہ لبون کا لے لیا دل
ہنسے وہ ہو گیا موتی کا مالا
صبا مین بھینی بھینی آج بو ہے

ارے ظالم نہ باز آ یاد غا سے
گلے مین صاف دندان کی ضیا سے
یہ مل جُل آئی کس گل کی قبا سے

۱۲۱

وقار اُستاد ہے تسلیم میرا
مجھے ہے کام تسلیم و رضا سے

۷

زبان خلق پہ جاری ہی گفتگو میری
خدا بچائے کہ ہر دم ہی جان کا کھٹکا
کلام اُس کا یہ ہی آئنہ کو کیا دیکھون
مین دامن دل صد چاک کیا دکھاؤنگا
مین خاکسار ہون اُس ذات پاک کا بندہ
کہا ہی سہو سے زلف سیہ کو مشک ختن

ہی دھوم فیض محبت سے چار سو میری
ہے تاک جھانک مین وہ یار جنگجو میری
ہے اُس سے بڑھ کے کہین صورت نکو میری
مدد کرے کہین بہر خدا رفو میری
نماز جس کو پسند آئی بے وضو میری
کرو خدا کے لیے تم خطا عفو میری

۱۲۲

سخن سرایون نے رکھا وقار نام مرا
بڑھی ہے کشور معنی مین آبرو میری

۵

چال آفت ہی فتنہ قامت ہی
چھٹ گئی نبض پھر گئین آنکھین
چشم بد دور سحر ہین آنکھین
تیغ قاتل چلی تو آئے گی

پر قیام آپ کا قیامت ہی
زیست کی کونسی علامت ہی
ہر سخن آپ کا کرامت ہی
کوچہ زخم اگر سلامت ہی

۱۲۳

اِی وقار اُن کے زلف کی ہی لٹک
اپنے اعمال کی یہ شامت سے

۹

جان جان شاد ہو تو میری ثنا خوانی سے
ہی قران ماہ کا زہرہ سے منجم بولے
ہی مری آہ کے صدمون سے زمین پر بھونچال
سینہ کوبی سے مری کوہ کا ٹکڑے ہی جگر
قیس سے باج ابھی لون ابھی وہ امق سے خراج
خال سرمہ کا لگاتے ہین تہ زلف وہ آج
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹ کر اپنا ہم نے
اعتراض آپ کے یارون پہ کرون میر امنہ

گل کھلا جاتا ہی بلبل کی خوش الحانی سے
رات بالا جو ملا آپ کی چو دانی سے
چرخ گرداب مین ہی اشک کی طغیانی سے
دشت مین غل ہی مری سلسلہ جنبانی سے
جمع خاطر ہو اگر دل کی پریشانی سے
طائر دل نہ کہین پھنس رہے نادانی سے
طی کیا منزل ہستی کو کس آسانی سے
سچ بقول آپ کے ہم کم نہین خاقانی سے

۱۲۴

تا لے اس طرح وقار آج چمن مین کھینچے
توبہ ہر مرغ نے کی اپنی غزلخوانی سے

۱۰

سرخ پھر مہندی سے اُس کا کف پا ہوتا ہی
تل سے اُس چشم کے دل مست سوا ہوتا ہی
راہ مین پیک لٹا نامہ نہ پہونچا اُس تک
مار کاکل نے ڈسا چشم سیہ نے مارا
کھلے بالون کو جو دیکھا تو ہوئی دل کو امنگ

پھر مرا زخم جگر آج ہرا ہوتا ہی
مشک سے نشہ بھی زور بلا ہوتا ہی
وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہی
دیکھون اب معجزۂ لب کو کہ کیا ہوتا ہی
آج گو ندھتا ہین وہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

لال ہین بیر بہوٹی سے تجھے دست حنا
گھین سر سبز یہان رنگ حنا ہوتا ہی

بھڑ گئی شب گل شبو سے کلائی کرنے
تشنۂ حسن ہین بھی زور بلا ہوتا ہی

نالہ کرتا ہون تو ہوتے ہین گران خاطر آپ
ورنہ دم سینہ مین رک رک کے خفا ہوتا ہی

عشق نے کرکے خمیدہ مجھے مشہور کیا
مہ نو یہ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہی

۱۲۵	بے زبان ہین وہمن زخم تن زار وقار مقدم تیغ کا کب شکر ادا ہوتا ہے	۷

قیس ہی صحرا مین اور کہسار مین فرہاد ہی
شہر مین ہان ایک تیرا خانمان برباد ہی

بر سر جور و جفا پھر وہ ستم ایجاد ہے
داد ہی بیداد ہی فریاد ہی فریاد ہی

چشم سوسن سے جو کی تشبیہ چشم یار کی
بول اٹھا یکبار لالہ اسپہ میر اصاد ہی

پھاڑے کھاتے ہین ستارے یاد و ندا مین مجھے
یاد ابرو مین مہ نو خنجر فولاد ہی

ای صبا بنگلہ ہوا مین نکہت گل کا بنا
اب فقط نازک سخن یہ خانمان برباد ہی

ہین حسد کے یہ کرشمے شوخیان ہین بغض کی
ایک جاہل تیز کرتا خنجر ایرا دہی

۱۲۶	داد جاہل شعر کی اپنے نہ دے کیونکر وقار باپ تو اچھا کہے گا گو بُری اولاد ہے	۹

ای دل ناشاد کچھ ٹھٹھ ہنسی فریاد ہی
یہ جو سیدھی ہو تو پھر کیا چرخ کی بنیاد ہی

چشم کی خاطر کو اور گیسو کی دل کو یاد ہی
اک بلائے سخت ہر گھر مین مرے آباد ہی

بیکسی کا تھا یہ عالم آج میری نعش پر
اس نے خود پوچھا یہ کس کا کشتۂ بیداد ہی

وادی وحشت مین ہی جوش جنون میرا خضر — قیس سے بیعت ہی مجکو کوہکن اُستاد ہی
ہتکڑی کو توڑ ڈالونگا ابھی چوڑی کی طرح — موم سے بھی نرم میرے روبرو فولاد ہی
قبر مین بھی پانْون پھیلا کر نہ سونے پائین گے — گر ہمارے دل کو ایسی ہی تمھاری یاد ہی
اس قدر الفت مری طوق و سلاسل سے بڑھی — خط آزادی مین بھی شان خط حداد ہی
کھنچ چکی ہوے میان یار کی تجھ سے لچک — ہو قلم مین لوح اگر تیرے یہی بہزاد ہی

۱۲۷	اس زمین مین ہی غزل تسلیم کی لیکن وقار کیا کرون معذور ہون احباب کا ارشاد ہے	۶

اُس چشم فتنہ گر کی شرارت نہ جائے گی — غمزے یہی رہین گے اشارت نہ جائے گی
منہہ سے اُٹھائے گا نہ وہ زلف سیاہ کو — مجھ تیرہ روز کی شب کلفت نہ جائے گی
بیٹھے ہین تند بگڑے ہوے آج بزم مین — نبت عنب یہان سے سلامت نہ جائے گی
شور نمک ہی گرچہ ہر اک بات مین تری — لیکن شراب لعل کی حرمت نہ جائے گی
سودا اسے زلف کا یہی گر سلسلہ رہا — تیرے مریض عشق کی وحشت نہ جائے گی

۱۲۸	نرگس اُگے گی قبر پر بعد از فنا وقار نظارہ بازی کی مری عادت نہ جائے گی	۸

دیوار پہ ہی چین نہ در پر قرار ہی — حیران ہون کس کے آنے کا یہ انتظار ہی
دل شوق وصل یار مین بے اختیار ہی — بزم خیال گرم ہی بوس و کنار ہی
پھر موج خیز گریۂ طوفان نثار ہی — مژگان تر ہے یا رگ ابر بہار ہی

نرگس اُگی ہی سبزے کے بدلے مزار پر دو تین جام اور بھی دے میکدہ کی خیر کس رنگ سے کھلائیگا گل دیکھیے جواب ملنا پلنگ کا شب فرقت مین ای صنم		مرنے کے بعد بھی یہ ترا انتظار رہی آنکھون مین ساقیا ابھی باقی خمار ہی اُس غنچہ لب سے بوسہ کا دل خواستگار رہی چھپنے کی ہی لپک کہ لحد کا فشار رہی
۱۲۹	تسلیم کے بقول کہون کیا وقار حال صورت قرار کی مجھے شکل فرار ہے	۱۰
پھانسا ہی دل کو زلف سمن وش یار نے وہ گل گیا جو سیر چمن کو یہ گل کھلا آیا نہ یار وعدہ پہ ای موت تو ہی آ قطرہ سے بحر ذرہ سے خورشید ہو گیا عین الکمال چشم پہ اُس کے نہ ڈالی آنکھ جامہ کو جامہ وار نے اپنے کیا قبا دشمن بھی مرے حال پہ روتے ہین زار زار پوچھیگا جب خدا تو کہون گا مین برملا تھی کائنات آبرو بس ایک بوند		کاٹا ہی مجکو اُڑتے ہوے آج مار نے دامن مین گل کے ڈھانک لیا منہ بہار نے لی جان ورنہ آج شب انتظار نے اونچا کیا ہی مجکو مرے انکسار نے چھریان سنبھالین سرمۂ دنبالہ دار نے دکھلائے ٹھاٹ داغون کے وہ جسم زار نے یہ آبرو بڑھائی مری چشم زار نے بٹیا ہی خون خنجر ابروے یار نے وہ بھی ملا دی خاک مین دندان یار نے
۱۳۰	کیون کر زمین نظم نہو رشک آسمان توقیر کی ہی شعر و سخن کی وقار نے	۵

ابھی کھل جائین گی آنکھین مہر کی
ہوئی بارش جو میرے چشم تر کی

لڑی خورشید رو سے آنکھ کس کی
مگر ہم نے تو نذر اُس کے نظر کی

بنے دُر نجف ہر قطرۂ اشک
رُلائے یاد اگر موے کمر کی

وہ کافر گر ہو پہلو مین میرے
بہار خلد ہے آتش سقر کی

کبھی ای آئنہ رو میرے گھر پر
ہوئی پھبتی نہ آئینہ کے گھر کی

گیا جب سے وہ کافر میرے گھر سے
خبر مجھکو نہین ہے اپنے گھر کی

بھلائی عیب کا رکھا گیا نام
زمانے مین یہ ذلت ہے ہنر کی

۱۳۱

جواب خط کے بدلے ای وقار آج
سنائی آئی میرے نامہ بر کی

۱۱

ہوئی پھر مجکو الفت سیمبر کی
ہوئی پھر بعد مدت فکر زر کی

نہ بھاگے خوف بدنامی سے عشاق
نہ پکڑی آڑ مردون نے سپر کی

نہو گر شمع مدفن مین نہین غم
تجلی چاہیے داغ جگر کی

نہو گا صاف دل وہ نیشکر قد
گرہ کھلتی نہین ہے نیشکر کی

نہ چھوڑو زلف کا کوٹے پہ لنگر
خبر لو بال سی پتلی کمر کی

ابھی صیاد ہو بلبل کا خود صید
اگر نالے مین رنگت ہو اثر کی

بنایا ہے قلم عنقا کے پر کا
لکھی ہے جب صفت اُس کی کمر کی

مجھے ای ترک دونون چوٹ ہین ایک
بچاؤن دل کی یا کھاؤن جگر کی

حسین دل پر مرے کرتے ہین قبضہ مین اُس صحرا مین چل کر مر رہونگا		خبر اے بیخبر لے اپنے گھر کی نہ آئے کچھ بھنک اُن کے خبر کی
۱۳۲	تصور مین وقار اک لعل لب کے لہو رو رو کے شب ہم تھے سحر کی	۱۰
ہوس پھر ہوئی کوچۂ یار کی سُناتے گئے لن ترانی ہین آپ کمر کا نہ مضمون بندھا ایک دن مین جاتا نہ ہنگامۂ حشر مین اجل ہر طرف ڈھونڈھتی گھر مین ہے بنائین گے مرقد مین منکر نکیر وہ عنقا ہے مضمون کمر کا تری بتائین گے ساقی بہار آتے ہی یہ ہے رنگ اس گل کی تعظیم کا		ہوا لے اُڑی سیر گلزار کی یہان کس کو چاہت ہے دلدار کی خدا کی قسم فکر بیکار کی نہوتی اگر حسبت وجویار کی نحافت یہ ہے تیرے بیمار کی یہ حالت ہی میرے تن زار کی نبایا تلاش اُس کی سو بار کی ہمین فکر ہے اک طرحدار کی ہوا ہی جو غنچون سے دستار کی
۱۳۳	چکائین گے جھگڑے کو ہم خود وقار خوشامد کرے کون مختار کی	۷
وہ ہے کون جس سے کہون بات اُنکی زبان کتنی فضل الٰہی سے شیرین		ہر اک شخص کو ہی مدارات اُن کی ڈلی ہے مٹھائی کی ہر بات اُنکی

نجاؤن گا واعظ کی اونچی دکان پر ٹلی شام شامت کی اپنی نہ ہرگز ہین در وا اپنا جاکر کہون کس سے یارب جو ساقی سے رکھتے نہین کام میکش	کھلی سب ہی مجھ پر کرامات انکی سحر یان نہ اک دن ہوئی رات انکی زمانے سے ٹھہری ملاقات انکی تلف ہوتی ہی مفت اوقات انکی

۱۳۴	عبث غل ہین کرتے وقار اُن کے در پر پذیرا نہین ہے مناجات اُن کی	۸

غضب کی بلا ہین ادائین تمھاری حسین شہر کے سب جھپکتے ہین تم سے ہماری نکوئی بدی مین ہے شامل مجھے لعل اعجاز پرور نے مارا لگاوٹ کی جھڑکی مین پاتا ہون لذت چلین رشک سے سر پر آرے نہ کیونکر یہ ڈر ہے نہ چھپا ہین کہین چھاپے والے	بلا کیون نہ لے پھر بلائین تمھاری چمن مین بندھی ہین ہوائین تمھاری صوابون مین داخل خطائین تمھاری فسون اپنا آنکھین دکھائین تمھاری مجھے کوستی ہین دعائین تمھاری عدو مانگ پٹی بنائین تمھاری وفائین ہماری جفائین تمھاری

۱۳۵	وقار اس کا باعث بتاؤ کہ کیا ہے غزل محفلون مین وہ گائین تمھاری	۷

گر مقابل ترے رخ کے گل رعنا آئے کس طرح سے وہ شب وصل مین کھل کر بیٹھے	(فرد فرد)	منھ پہ یکدست خجالت کا تپانچا کھائے دیکھکر آئینہ مین عکس جو شرما جائے

ہوگئی وصل کی شب حق میں مرے روز فراق دیکھ لے باد بہاری جو مری فکر بلند وہ ملے دل کے عوض یہ شل آئی صادق کڑوے ہو کر نکرو دل کو مرے کھٹا تم		آپ پھر بوسہ رخسار کا جھگڑا لائے کیا عجب ہی کہ ہوا مین کوئی بگلا چھائے دے ٹھکرا گا نٹھ سے جو شخص وہ کھوٹا پائے اُس کو پھیکا نہین دیتے جیسے میٹھا بھائے
۱۳۶	ای وقار اپنی طرح وہ بھی ہو دیوانہ ابھی استخوان میرے اگر یار کا کُتا کھائے	۶
چھٹ کر کبھی نہ کاکل پیچان سے جائینگے مٹی سے اُس زمین کے اپنا خمیر ہی بل بار بار دیتے ہین وہ اپنی زلف کو مصحف پڑھینگے عشق مین عارض کے بدخوان آشفتگی مین رکھتے ہین سودا سے سلسلہ		ہم وہ نہین کہ بھاگ کے زندان سے جائینگے مرکر بھی ہم نہ کوچہ جانان سے جائینگے کس کس کے اس مین دیکھیے دل بھاگتے جائینگے مومن خیال زلف مین ایمان سے جائینگے ہم چھوٹ کر نہ زلف پریشان سے جائینگے
۱۳۷	ہین شوخیان وقار کی گستاخیون کے ساتھ اک دن اُٹھا کے محفل خوبان سے جائینگے	۱۲
مجھے مارا ہی تھا زلف دوتا نے کیا ہے مرتبہ اعلیٰ خدا نے کیے جاؤ جہان تک ہون بہانے کہون کیا حال اشک و آہ ای یار		بچایا آج موذی سے خدا نے عجب کیا گر کوئی مجکو بچائے مبارک ہون مجھے آنسو بہانے مجھے مارا ہی اس آب و ہوا نے

توقع آخری دیدار کی تھی — نہ آئے نزع میں صورت دکھانے
نہ مانے گا کبھی بندہ کی وہ بات — خدا کا حکم جو کافر نہ مانے
تڑپتا دل ہی لوٹن کی طرح سے — دکھایا منھ مجھے کس مہ لقا نے
ہوئیں اونچی نہ وہ نیچی نگاہیں — ابھرنے کب دیا اُن کو حیا نے
وہ اب سنتا ہے میرے نالۂ گرم — خوش آئے گل کو بلبل کے ترانے
خدا کے واسطے رنجش کو چھوڑو — خدا کے واسطے چھوڑو بہانے
وہ مرشد ہی یہ دل رستہ بتائے — خضر آئیں اگر رستہ بتانے

۱۳۸	سُنے جو ای وقار آنسو بہائے مگر ہیں مرثیے میرے فسانے	۷

ہم جب آپ سے تجکو بت بے پیر دیکھینگے — تب اپنے نالۂ شبگیر کی تاثیر دیکھینگے
کیے سینہ سپر بیٹھے ہیں ہم بھی ای بت سفاک — کہاں تک مشق کرتی ہی تری شمشیر دیکھینگے
نہ جا گلیوں میں سفاکوں کی یہ دل اپنا ڈالینگے — نہ وہ کچھ جرم دیکھینگے نہ کچھ تقصیر دیکھینگے
تجزی نقطۂ موہوم کی ہو جائیگی ثابت — دہن کو اُس کے واجب ہم دم تقریر دیکھینگے
کنائے فہم میں مغز سخن کو پہونچ جائینگے — شکستہ جب ہمارے خط کی وہ تحریر دیکھینگے
لپٹ جائینگے جوہر کی طرح شوق شہادت میں — جہاں اُس قاتل عالم کی ہم شمشیر دیکھینگے

۱۳۹	وقار اُن پر کھلے گی پیچ و تاب دل کی کیفیت مرے پاؤں کی جب اُلجھی ہوئی زنجیر دیکھینگے	۱۱

یہ سرخی ہی جو اُن کے دستِ پا کی
تو پھر معلوم ہر سبزی حنا کی

یہان تدبیر پر نازش رہا کی
وہان تقدیر برگشتہ ہنسا کی

سخن گوئی رہی چشم صنم کی
مدک خانہ سے بے پر کی اُڑا کی

تصور مین نکیلی چتونون کے
چھری سی میرے سینے پر چلا کی

رہا قبضے مین ہر اک تیر قامت
کمان اجمیر مین میرے چڑھا کی

ہوا الاغرغم ابرو مین ایسا
مین نکلا جس طرف اُنگلی اُٹھا کی

نماز پنجگانہ کو پڑھا یا
جو آئی بوریا ہے بوریا کی

لب جان بخش کا کافی ہے بوسہ
طلب کس کو یہان آب بقا کی

چھوا ہی زلف مشک آگین کو صاحب
اُلجھتے کیون ہو کیا مین نے خطا کی

بندھے ہین دست و پا اُس رشک گل کے
بنام ایزد بن آئی ہے حنا کی

۱۴۰	وقار اپنا یہان بھی کچھ رہا دل طبیعت جب رُکی اُس بیوفا کی	۹

روے سادہ کی تری دیکھی جو آب و تاب ہی
گھر مین آئینہ کی خجلت سے کمر تک آب ہی

کونسا خورشید رو دیکھا ہی یارب خواب مین
دوپہر دن دھوپ کا مجکو شب مہتاب ہی

انتظار یار نے عالم نئے دکھلائے ہین
حلقۂ در بھی بعینہ دیدۂ بیخواب ہی

مچھلیان جوہر بنین گی آئنہ تالاب حسن
گر بھی مژگان و رخ کی اُنکے آب و تاب ہی

پرتو عارض نے کس مہ رو کے مارا ہی مجھے
چاندنی تربت کی میری چادر مہتاب ہی

عکس کا یہ روے رنگین کے ہی ادنی معجزہ وان لب جو آب بازی غیر سے کرتے ہین آپ ہی یہ ساتھ اپنے غرور حسن کو کاوش ہنوز		ہی چراغ دل وہ رشک لالۂ شاداب ہی یان دل حسرت زدہ اور سوختن کا باب ہی دیدۂ تر کو خیال رفتہ از دل خواب ہی
۱۴۱	سیدھی سیدھی وہ مژہ ہین تیر ناوک وقار ابرو خمدار رشک دشنۂ قصاب ہے	۹
زلف کس کی ہی کس کو سودا ہی ہی مگر حسن وعشق کا نیرنگ جلوۂ رخ ہے چشم حیران مین عشق آیا ہی بانٹ مین میرے واقعی اک ڈھکوسلا ہے اجل		سر پہ کالی بلا کا سایا ہی کوئی نامی ہے کوئی رسوا ہی عین یہ آئنہ تماشا ہی حسن مین یار تیرا حصا ہی ہجر جانان مین جان سے جانا ہی
۱۴۲	اُس شکر لب کی جستجو مین وقار آبلہ پاؤن کا بتاسا ہے	۹
تری لو اے صنم دل کو لگی ہی بڑھے گی جان دم لے کر لبون پر وہ ہون دل سوختہ بیکس کہ حسرت تری کاکل ہی طرہ زلف سنبل اُڑائی ہی مجنون خاک گھر کی		حرم مین شمع بتخانہ جلی ہی عدم کے ملک کی منزل کڑی ہی مثال شمع تربت پر جلی ہی گل رنگین ہی رخ لب پنکھڑی ہی مرے نالون کی جب آندھی اٹھی ہی

نکیلی کس کی مژگان کا خلش ہی — کہ دل مین کیل لوہے کی گڑی ہی
بنت افشان جبین ہے دامن ماہ — تری ہر شے انوکھی ہے نئی ہی
خراشین خار کی دیکھین جو تن پر — وہ گل بولا لباس سوزنی ہی

۱۴۳ وقار اک عمر سے تسلیم دل مین
غم و رنج و قلق کی چھاونی ہے ۷

خواب مین بھی چاند سی صورت جو دکھلائے کوئی — شام سے تا صبح پھر کاہے کو چلائے کوئی
اسکے پہلو ہنسی کا پھر ہو رہو نہین مرے — زخم کی صورت لہو پھر مجکو رلوائے کوئی
ہو سگ جانان کا حصہ استخوان جسم زار — ہنوز غم یا ہو ہما پر یان نہ منڈلائے کوئی
ہم بھی اپنے نام کے ہین کاٹ کر دینگے سر — کار فرمائی یہ اک دن تو بھلا آئے کوئی
تیر اور ان کے دلون مین چھید پر چھید پڑے — کب سلجھتی ہے یہ گتھی لاکھ سلجھائے کوئی
گر نہ دکھلاؤ تم اپنی بال سی پتلی کمر — مثل موئے سوختہ کاہے کو بل کھائے کوئی

۱۴۴ عشق ہے وہ بد بلا چھوٹے نہ محشر تک وقار
کیا سمجھتا ہی نہین مجکو نہ سمجھائے کوئی ۵

مری خاک اُڑ کر وطن کو چلی — کہ باد بہاری چمن کو چلی
کشش قیس کے عشق کی کھُل گئی — سواری جو لیلی کی بن کو چلی
صبا نے اُڑایا ہے انداز یار — چرائی چھپاتی بدن کو چلی
کلیون سے لیے عطر فتنہ کی بو — صبا سیدھی اُس انجمن کو چلی

۱۴۵	بقول کسے اُس کی خاطر وقار صبا بن کے مالن چمن کو چلی	۷

ظاہر میں وہ الگ ہے رو ٹھے لڑے رہے — فیض خیال سے مرے آگے کھڑے رہے
وہ سوئے شب دوشالہ پُرمن اوڑھ کر — ہم مثل حاشیہ کے کنارے پڑے رہے
پہنی جو اُس نے بالیاں یاقوت سرخ کی — لخت جگر یہاں بھی مژہ پر جڑے رہے
تھا نزع میں جو یار کے آنے کا انتظار — اچھو کی طرح دم بھی گلے میں اڑے رہے
بیتا بیاں ہیں ساتھ گریبان کی طرح — تو ہم ضرور قبر میں دم بھر گڑے رہے

سچ ہی مثل وقار بڑون کی بڑی ہی بات
چھوٹون کے کب جہان میں رہتے بڑے رہے

قطعات و رباعیات

قطعہ

کہا میں نے گل عارض کا اپنے — مجھے للّٰہ دے اک بوسہ خیرات
بگڑ کر منھ بنایا اور بولا — مثل مشہور چھوٹا منھ بڑی بات

قطعہ

دریائے حسن آپ ہیں گیا کہنا آپ کا — گوہر عرق میں غرق ہیں دندان کی آب سے
گرداب ناف ہی تو شکم موجۂ صفا — پستان کی کم نہیں ہی لطافت حباب سے

قطعہ

ہجر میں جس کے تڑپتے تھے پڑے خاک پہ ہم	بہر گلگشت ادھر آیا جو وہ رشک چمن
لوٹتا دیکھ کے ہمجنس سے بولا اکثر	کہ یہ کس ماہ لقا کا ہے کبوتر لوٹن

رباعی

گو عشق میں اک گل کے ہے دل زار و نزار	سو آہ زبان پہ لب پہ نالے ہیں ہزار
ہے ہجر جو آج وصل بھی کل ہوگا وقار	ہے متصل فصل خزان جوش بہار

تمت

قطعہ تاریخ طبع سابق دیوان از نتائج فکر بلند جناب مصنف صاحب

ہوا ای خدا طبع دیوان اول	نہ گرد اُس کے ہو گرد آسیب نفرین
دم فکر تاریخ ہاتف نے مجھ سے	کہا لکھ کہ ہے یہ کلام تحسین ۱۲۹۱

تاریخ طبع از منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی اُستاد مصنف

چو از فضل خدا شد طبع دیوان وقار من	ز نیک سی صد وقارم گشت ای تسلیم در عالم
ز جا بر بود طبعم را خیال سال طبع او	بگوشم گفت ہاتف کن رقم دیوان تلمیذم ۱۲۹۱

چکیدۂ خامۂ گہر بار منشی محمد اظہار حسین صاحب اظہار تخلص برادر عم زاد تسلیم سہسوانی ۱۲۹۱

چھپا ہے وہ دیوان رشک چمن	کہ جس کا ہر اک شعر ہے لالہ زار
دم فکر تاریخ دل نے کہا	لکھو جلوۂ نظم موج بہار ۱۲۹۱

گوہر فشانی خامۂ منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر تخلص برادر تسلیم موصوف

ہے یہ دیوان اُس سخنور کا	جس کا مدحت سرا الٰہو مضمون

ہے ہر اک لفظ کی نئی بندش
ہر ورق ہے اکھاڑا اندر کا
اللہ اللہ وہ طبع کی شوخی
عقل حیران ہے لکھوں کیا وصف
جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے
فاخر آیا جو ذکر سال طبع

ہے ہر اک شعر میں نیا مضمون
ہیں پری وار دلربا مضمون
اللہ اللہ وہ چلبلا مضمون
ایک سے دس ہے دوسرا مضمون
ہے مگر قدرت خدا مضمون
لکھا خامہ نے دلکشا مضمون
۱۲۹۱ھ

کرشمۂ فکر منشی محمد صابر حسین صاحب صبا تخلص اور تسلیم موصوف

وقار کا یہ کلام رنگین ہے جان رنگین کلام شیرین
یہ رنگ ہے شوخیوں کا چمکا کہ مہ جبینوں کو رشک آیا
غضب ہے بندش ستم ہے مضمون کوئی اعجاز ہے کہ افسون
جو سال تاریخ کے ہو مائل تو یہ کہیں شاعران کامل
سر سال تدوین دیوان صبا
کہا میں نے عمدہ نئی ہیں غزل
۱۲۹۱ھ
جو مضمون ہیں ہے لطافت شعار
۱۲۹۱ھ
ریاحین الفاظ عالم فریب
۱۲۹۱ھ
بیزدان ہیں اعلا غزل کی زمین
۱۲۹۱ھ
لکھیں ہم وسلے خوب اشعار ہیں
۱۲۹۱ھ

طلسم معنی ہے سحر آگین یہ سخن ہیں ہے سامری کا
جو دیکھو دیوان تو ہو یہ پیدا کہ جلوہ ہے مہر خاوری کا
چھپا ہے کس کا کلام موزون کہ جس سے مطلع ہے گھر پری کا

الیضاً

ہے سحر مضمون نے پایان پایا جو وہ ہے سامری کا
ہوا کی طرح دل میں میرے بھرا
عجب شوخی فکر ہے بے بدل
۱۲۹۱ھ
زبان کی ہے نرمی طلاقت نثار
۱۲۹۱ھ
کلام دلاویز خاطر شکیب
۱۲۹۱ھ
پری ہیں مضامین واہ آفرین
۱۲۹۱ھ
سخن سنج عالم طلبگار ہیں
۱۲۹۱ھ

ہوا خواہ کو ہے چمن زار نظم
عدو کو ہے جادو سے نو کار نظم

چھپا جب ہوئی فکر تاریخ کی
کہا دل نے گفتار شیرین چھپی ١٢٩١ھ

ریختہ قلم گہر ریز مولوی سید ہادی علی صاحب ہادی تخلص ہمشیرزادہ تسلیم موصوف

فضل خدا سے طبع ہوا اس مہینے میں
دیوان بے نظیر جناب وقار کا

ہادی نے سال طبع لکھا دو طریق پر
شوخی طبع طرفہ ١٢٩١ھ و مضمون دلکشا ١٢٩١ھ

رنگین مقالی سید نذیر احمد شاہ صاحب نذیر تخلص سہسوانی

یہ دیوان رنگین چمن ہے نذیر
ہر اک شعر ہے غیرت لالہ زار

جو ہو فکر تاریخ تدوین و طبع
لکھو کار دیوان شگفتہ بہار ١٢٩١ھ

خوبی ور سخن نکا چودھری نادر حسین صاحب نادر تخلص سہسوانی

افضال بیکران خدا سے ہوا جو طبع
دیوان اولین جناب وقار کا

ہنگام فکر سال ندا دی سروش نے
نادر لکھو شتاب کہ شیرین سخن چھپا ١٢٩١

جلوہ ریزی خیال مولوی امداد حسین صاحب امداد تخلص سہسوانی

من چہ گویم بوصف این دیوان
ہاں مگر این قدر کہ خوب و نکو

بہر تاریخ طبع آن امداد
ہست گلدستۂ وقار بگو ١٢٩١

خوش فکری چودھری قیوم بخش صاحب مضطر تخلص سہسوانی

یزدان کی ہے یہ دیوان رنگین
کہ ہر لفظ سے جس کے شوخی ہے ظاہر

سن طبع کی فکر تھی مجکو مضطر
کہا دل نے یکبار منظوم نادر ١٢٩١ھ

خوش خیالی و شیرین مقالی مولوی عبدالمجید صاحب مجید تخلص لکھنوی

یہی ہے وہ دیوان رنگین مجید	کہیں جس کو یہ ہے ہزاروں میں ایک
ہوا نیک تاریخ جو منطبع	لکھی ہم نے تاریخ تاریخ نیک

بہار آفرینی طبع شوخ میرزا امجد بیگ امجد تخلص شاگرد تسلیم سہسوانی

افضال خدا سے جو یہ دیوان ہوا طبع	ہر لفظ پہ قربان ہوئے گوہر مکنون
ارشاد کیا ہاتف غیبی نے دم فکر	امجد لکھو تاریخ زہے شوخی مضمون ۱۲۹۱

خوشگوئی میرزا حسن رضا صاحب رضا تخلص لکھنوی شاگرد تسلیم سہسوانی

من نیم ہرگز طرفدار وقار	من نیم ہرگز طرفدار سخن
ہان بگوش ہوش من این حرف خواند	واقف و دانائے اسرار سخن
جان معنی ہست در صورت وقار	طبع پاک اوست سرکار سخن
از دمش پُر نور بزم نظم شد	این قدر دانم ز انوار سخن
حرف حرفش روح جسم شاعری	لفظ لفظش نور ابصار سخن
در جمل تعریف اشعارش رضا	خوش رقم زد داد اشعار سخن ۱۲۹۱

نتیجۂ خامۂ جادو نگار سید امتیاز علی صاحب امتیاز تخلص سہسوانی

چون بفضل ایزدی دیوان رنگین وقار	طبع گردید و پسند طبع معنی زا شده
خامہ در گوشم بوقت فکر سالش امتیاز	گفت مطبوع جہان این نسخۂ زیبا شده

گلریزی قلم منشی منظور احمد صاحب منظور تخلص سہسوانی ۱۲۹۱ھ

چو این نسخۂ دلکش و جان فزا	کہ در حسن و خوبی ندارد نظیر
در ایام مسعود شد منطبع	بافضال و الطاف رب قدیر
دم فکر تاریخ یکبار گی	چنان خواند ہاتف بگوش ضمیر
اگر ہست منظور سال فرنگ	بگو طبع دیوان خاطر پذیر

رنجیۂ قلم اعجاز رقم در شاعران نازک خیال مقدمۃ الجیش منشی فدا علی صاحب عیش

ہو گیا مطبوع دیوان وقار نکتہ دان	حضرت تسلیم سے ہی مشورہ اُن کو سدا
معجمہ میں بے بہتان لکھی تاریخ عیش	ذی وقار واجب التسلیم دیوان چھپ چکا ۱۲۹۱

چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم عبد اللہ صاحب لکھنوی

چو شد طبع دیوان بفضل خدا	کہ ہر مصرع اوست رشک بہار
رقم زد سن طبع کلک حکیم	کہ زیب چمن ہست نظم وقار ۱۸۷۴

تراشۂ خامۂ شاعر سخن پناہ سید محمد حسین متخلص جاہ لکھنوی ملازم مطبع

عجب نظم دلکش ہے یہ آبدار	ہراک شعر ہے گوہر شاہوار
پے سال ہجری جو کی جاہ فکر	کہا دل نے ہے خوش بیان وقار ۱۲۹۱

مرزا عاشق علی صاحب عاشق لکھنوی ملازم مطبع افسر مصلح سنگ

خوشا فکر فرمائے عالی تبار	تخلص ہے جن کا جہان میں وقار
کہ عاشق سر زم سے کر کے کم	ہے دیوان لکھا فصاحت شعار ۱۲۹۱

احمد حسین فرزند شیخ امیر علی صاحب نقاش ملازم مطبع

زہے نظم پُر معنی و دلکشا
ہر اک شعر واللہ ہے دلربا

قلم نے کہا کیا لکھوں اس کا سال
تو کی فکر بس میں نے بے انتہا

لکھا دو عدد کر کے احمد نے کم
قلم ہے یہ آئینہ مضمون نما

نتیجۂ طبع معنی زاد و کرشمۂ فکر آسمان پیمای سید سجاد حسین صاحب شاگرد میر کلو عرش مرحوم

گرد چون تصنیف این دیوان ز تائید اله
شاعر معجز بیان و مردم عالی وقار

چشم گردون با وجود این چشمۂ شمس و قمر
مثل او انسان ندید از نوع انسان زینہار

خانۂ امید ہر اہل مراد آباد از دست
ور نہ بودی مسکن بوم و کلاغان آن دیار

از عطای دست دریا بار آن ابر کرم
روح حاتم در عدم محجوب ہر لیل و نہار

رفت طبعش بعالم ہر کہ بشنید این بگفت
سحر رنگین شعر را ہم آسمان شد آشکار

بر عروج فکر او مثل شہپر عنقای طاؤس
نظم خسرو کی بپاید پیش نظمش اقتدار

از صفای بندش مضمون آن دریای حسن
غرق شد در آب خود از رشک دُرِ شاہوار

جوہر شمشیر معنی بود گوہر مطلعش
مقطع او ہمچو قطع نسل بدبین ذوالفقار

وقت نظم سال تاریخ ای فلک در گوش من
گفت ہاتف بے تکلف فخر فکر روزگار

۱۲۹۱

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار شاعر بے مثال سخنور با کمال فخر ہمی ستایش حضرت خلق و انجاد حکیم عبد العلی صاحب متوطن قدیم بلدۂ لکھنؤ حال از قصبۂ سہری ضلع مراد آباد متخلص بہ قلق

کس کی آمد کی خبر ہے اندنوں باد بہار
کر رہی ہے دامن صحرا کو چو رشک تتار

گل کھلے گا کونسا جو عندلیبان چمن
نغمہ سنجی کر رہی ہیں شاخ گل پر صد ہزار

دے رہی ہین قمریان ہر سو نقشونکی صدا
کیون حسینان چمن کھلاتے ہین جوبن کا رنگ
تک رہی ہے کیون یہ دیکھو چشم حسرت سے کھڑی
کیا سبب صحن چمن مین آج قمل چھپڑا اُڑے
جو کھلے ہین گل وہ رشک عارض جانانہ ہین
سُن لیے ہین اُسنے کس عاشق کے مضمون فراق
اندنون باعث ہے کیا جو دختر رز کے لیے
کیون گل خورشید نے اپنی دکھائی ہے چمک
بلبلین بولین نہین معلوم تجھکو کیا سبب
مطبع ایسا ہووے دیوان ایسا ایسے مہتمم
کب بھلا ذکر سخاوت اُس کا مجھ سے ہو سکے
اندنون داد و دہش کی اُس کے کچھ گنتی نہین
اُس کف دست کرم کو گر لکھون دریاے فیض
یا الٰہی تا کہ ہین قائم زمین و آسمان
تا کہ ہے عشق گل و بلبل نظیر عاشقی
وہ جوان بخت اور جوان دولت ہون زیر چرخ پیر
از دل خود عندلیب بوستان گفت این سخن

سرو یکپا ہین کھڑے مثل عصاے چوبدار
کیون گل مہتاب کو ہے چاندنی سے انکسار
دیدۂ نرگس کو تیلاؤ ہے کس کا انتظار
اشرفی کیون کر رہی ہے زر کو اپنے یون نثار
عقدہاے سنبل پیچان ہے زلف تابدار
کیا سبب جو لالۂ احمر کا دل ہے داغدار
تاک مین مستانے ہین رنگ سے لیتے ہین اُودھار
مہر ہے جس سے لب بام اس قدر کیون مستعار
چھپ رہا ہے مطبع عالی مین دیوان وقار
زین ہمو السید ثلاثہ ربع مسکون را قرار
حاتم طائی کو جس کے نام سے ہے افتخار
دے رہا ہے سائلون کو زائد از حد شمار
پانچ انگلی اُسکی ہے بحر کرم کی پانچ دھار
سبعہ سیارہ سے ہے تا نظم دنیا کا مدار
دامن گل سے ہین لپٹے تا کہ اس گلشن مین خار
بار سر نخل قد اعدا پہ ہووے اُسکے بار
ای قلق تاریخ این دیوان بگو باغ بہار
۱۲۹۱ھ

ایضاً

صاحب جود و سخا و ذی حشم والا تبار
دست بستہ ہر مضامین پیش پا استادہ اش
ہر کہ شد مفروق از خلقش ہمان مقرون شد
ہست از فضل خدا حلم و حیا عدل و سخا
آنچنان امید ہا خلق بر آمد کہ نیست
جملہ اہل جود موزون شد او موزون بہ
شش جہات چار سو از بذل او خشنود شدند
گر ہمی خواہی کہ از ساش شوی تو فضیاب
ہست میل خاطرش چون بہر کسب کمال
گفت آن نظمی کہ اقلیم سخن را داد داد
حکمران طبعش الٰہی باد در ملک سخن
از سر اوصاف جستم سال تاریخ ای قلق

با کلامش فخر شعر و شاعری را افتخار
بحر مواج طبیعت راست مضمون آبدار
ذات او خلق مجسم از تکبر ضد و عار
جای اربع عنصرش اخلاط او زین ہر چہار
گر درین عہدش بجوئی در جہان امیدوار
گر بسنجد پیش او کم وزن باشد ہیچکار
ہلند او الاسمہ کالشمس فی نصف النہار
اظہر و ابین شدہ در خلق با کشن کمار
شد توجہ شاعری را ہم نماید افتخار
سفت آن گوہر کہ شد مضامین شاہوار
از وقارش ہست جملہ شاعران را افتخار
ناگہ آمد این ندا شد خوب دیوان وقار
۱۲۹۱ ھ

ایضاً

بگفت این دل بیتاب من بصد تعظیم
چہ ملک مملکتے کاندران مطیع الامر
ہمان بملک سخن آنکہ کامران بود ند

مسخر از پئے شاہ سخن شدہ اقلیم
ستادہ فوج مضامین جوق جوق ضخیم
بہ پیش او بنہادند افسر و دیہیم

لوای فتح عروض ست پیش پیش روان
خزینهٔ گهر آبدار معنایش
ز فرط شوق چو پرسیدمش چه دارد نام
ستاده شو ز ادب نام نامیش غنیست
بخلق نام گرامیش رای کشن کمار
چه قسمتش که مقدر با و قسم بخورد
چه لائقی که لیاقت چو مهر و مه روشن
پی سخاوت او حاضر اند از هر سو
مقرر اند پی آنهاست شهرت دینار
ذکاوت و ذهنش را نمی کند ادراک
اگرچه لاتجزا است هر جزی لکن
همیشه رستم زال از حضور تیش چو طفل
بسوی نظم چو میل طبیعتش گردید
نمود جمع همه منشی نول کشور
حقیقت اینکه خدایش ز خوبی اقبال
شده بدان گل مغروق شکل گلدسته
نمود حکم که مطبوع هم شود دیوان

همه صنائع و اوزان بزم ارمست زیم
چو موج موج شمارد و کسی نه دُر یتیم
بگفت زود زبان شو بکوثر و تسنیم
ز گوش دل بشنو می کنم ترا تعلیم
بخلق غنیست نظیرش کسی و نیست سهیم
نمود رازق مطلق برای رزق قسیم
چه محسنی بجهان حسن خلق اوست عمیم
ز بحر گوهر و لعل از جبال از کان سیم
نه درد مفلسی پیشش اگر رود سقیم
اگر بذهن رسا پیش آورد تفهیم
ز عقل جوهر هر جزو را کند تقسیم
تمام زور جوانیش همچو گاو و شمیم
بگفت خوب غزلها که مثل اوست علیم
ز رسم و راه که دارند از خلوص قدیم
عطا نمود چنین از خلوص وست صمیم
بنجواست تا برسد در جهان نسیم و شمیم
که تا رسد بجهان زین کلام فیض عمیم

قلق جو از پئے تاریخ سال فکر نمود | سروش گفت نکو آمدہ بہاغ نسیم ۱۲۹۱ھ

شاعر شیرین زبان رنگین مقال حکیم ضامن علیصاحب جلال لکھنوی ملازم سرکار رامپور

ہمہ الفاظ خوش وجملہ معانی رنگین | چندا جلوۂ اشعار ادا خیز وقار
گفت تاریخ بفرمائش تسلیم جلال | گشت مطبوع چہ دیوان آویز وقار ۱۲۹۱ھ

شاعر عدیم المثال و عدیم النظیر منشی امیر علیصاحب امیر ملازم سرکار والی رامپور

دیوان وقار طرفہ حسنی دارد | مشتاق نظارہ ہر سخن ور آمد
بنوشت امیر سال حسن طبعش | در قالب طبع مثل جان در آمد ۱۲۹۱ھ

شاعر عطار د نظیر خورشید ضمیر منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر ملازم سرکار رامپور

واہ کیا دیوان نور افشان چھپا ہے اندنون | حسن کا ہر مصرع ہلال عید سے ہے ہمکنار
صفحہ صفحہ اس کا ہے رشک خیابان چمن | نظم رنگین دیکھکر پژمردہ ہین پھولون کے ہار
قدوۂ ارباب معنی حضرت تسلیم کا | یون گہر افشان ہوا ہے خامۂ معجز نگار
قطعۂ تاریخ اس نظم دل آرا کا لکھون | ضعف طبع و قحط فرصت گو ہین دونون آشکار
سال ہجری وصف دیوان مین کہی ہین نے منیر | جائے حسن و عشق بزم نوردیوان وقار ۱۲۹۱ھ

ایضاً

دیوان ہے وقار ہمایون خیال کا | یا موسم بہار نکات جدید ہے
تاریخ اسکی اور بھی ہاتھ آئی اے منیر | گلدستۂ نفیس کتاب مفید ہے ۱۲۹۱ھ

عاشق معشوق مزاج صورت زبان میر یار علیصاحب متخلص جان صاحب جان لکھنوی

ملازم سرکار والی رامپور

دھرا ہی رہتا ہی چھاتی پہ ورد رکھتی ہون
عزیز کیون نہو اجڑی ہوئی ہی آبادی
دکھاؤن گی اُسے تاریخ آئیگا مرے پاس

گلے کا کٹھرا ہی میرے وقار کا دیوان
چھپا ہوا ہی یہ اپنے دیار کا دیوان
قسم خدا کی جب آنا وقار کا دیوان ۱۲۹۱ھ

شاعر بزرگ نژاد ستوُدہ نہاد میر بنیاد علی صاحب بنیاد ملازم سرکار والی رامپور شاگرد جناب صاحب مرقومۂ بالا

طرفہ پری بہار ہی دیوان وقار کا
جاے سخن نہین ہی سخن کے مذاق مین
مصرع ہر اک نگاہ مین پُتلا ہی سحر کا
نظم چمن بہار ہے بنیاد سال طبع

ہے جس کے آگے رنگ حسینان اُڑا ہوا
شمشیر بے نیام ہے مضمون کھلا ہوا
شعرون مین شوخیون سے ہی جادو بھرا ہوا
گویا سخن یہ باغ ہی پھولا پھلا ہوا ۱۲۹۱ھ

از افکار شیخ امداد حسین صاحب امداد وکیل عدالت دیوانی رامپور شاگرد ایضاً

چو شد طبع با طرز مطبوع و دلکش
رقم کرد امداد تاریخ سالش

کلام وقار سخن گوے قادر
کہ مطبوع دلہا ست منظوم نادر ۱۲۹۱ھ

شاعر ہمایون فکر خجستہ کلام محمد فرخ شاہ خان نام فرخ تخلص رامپوری شاگرد نواب

چون کلام وقار نغز بیان
گفت فرخ بسال طبع آن

زینت طبع یافت و نیک انجام
حبذا دلکش و لطیف کلام ۱۲۹۱ھ

تراوش خامۂ گہربار برخوردار بنی منعم ریاضی ان ملازم نواب صاحب شاگرد نواب

بشد مطبوع با طرز دل آرا ۔۔۔ چو دیوان وقار پاک بینی
رقم زد خامۂ منعم سن طبع ۔۔۔ کلام شاعر سحر آفرینے

۱۲۹۱ھ

شمع بزم سخندانی محمد امین سوز سہسوانی شاگرد صبا

طبع گردید چو دیوان وقار خوش گو ۔۔۔ بہر و از دست دلم شاہد گفتار سلیس
سوز ہر گاہ کہ تاریخ تمنا می کرد ۔۔۔ طبع فرمود کہ گلدستۂ اشعار نفیس

۱۲۹۱ھ

سخن گوے اعجاز طراز محمد نیاز حسین خان نیاز سہسوانی شاگرد ایضا

نظم وقار ہے طرفہ پری کا جوبن ۔۔۔ صدقے ہیں جس پہ شوخی قربان ہے نزاکت
چھپ کر ہوا جو دیوان گلدستۂ حسینان ۔۔۔ لکھا نیاز نے ہے مخزن فصاحت

۱۲۹۱ھ

قطعات تواریخ از نتائج افکار جناب مولوی مظفر حسین صاحب المتخلص بہ نگین

گشت چون مطبوع طبع جملہ دیوان وقار ۔۔۔ شادمان نگین نمود سال طبعش جستجو
ہاتف غیبی بگفتا بانگ مسرت مژدہ داد ۔۔۔ گلشن فیض از سحاب آمد تاریخ او

۱۲۹۱ھ

ایضاً

طبع چو دیوان وقار این زمان ۔۔۔ گشت خوشی در دل نگین رسید
سال وے آمد ز لب عندلیب ۔۔۔ تازہ گل گلشن دولت دمید

۱۲۹۱ھ

ایضاً

شدہ مطبوع بعہد لطف دیوان وقار ۔۔۔ گشت سیراب چہ گشتہ انسید عالم
گفت نگین ز سر دولت نازش تاریخ ۔۔۔ جا بجا گشت دیوان چہ دریائے کرم

۱۲۹۱ھ

ایضاً

ایضاً

دیوان وقار گشت مطبوع — خوشنود زمانہ شد بغایت
غمگین چو نمود فکر تاریخ — ہاتف بسترانہ بلاغت
برخواند ز روے علم و دانش — نوبر شدہ میوۂ فصاحت

۱۲۸۱ھ

ایضاً

چو دیوان وقار از لطف بجید — شدہ مطبوع ہر پیر و جوانے
پئے تاریخ با صد شادمانی — ہمی گوید سروش نکتہ دانے
ز روے جنت و پاے نعیمش — شگفتہ شد بہار گلستانے

۱۹۱۲

از نتائج افکار منشی شادی لال صاحب چمن شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علیجان نسیم دہلوی

طبع شد دیوان الا چون در آوان نکو — گشت نام آور وقار خوش بیان در چار سو
از پے سالش دم فکر از چمن ہاتف بگفت — ہر سخنور سید بہ داد کلام او بگو

۱۲۸۱ فصلی

ایضاً

گشت چون با صد لطافت اوج اخبار طبع — شد ہویدا از کلامش شوکت شان وقار
سالش از روے زرگل اے چمن گردم رقم — سیر کے گردد کسے از سیر دیوان وقار

۱۲۸۱ف

ایضاً

آن کلامے کان ز بس مطبوع لہا بود و ہست — شہرۂ طبعش چو گشتہ در جوانب جابجا
بہر سالش از سر اوج اے چمن گردم رقم — ہر غزل فائق ز ہر دیوان نامی دائما

۱۲۷۴ ف

ایضاً

برآئی آرزوئے دل اگر نہین کوئی — دیا کسی نے نہین مژدہ گر نیا ہی آج
تو کیون چمن نے لکھا بہر سمت از سر جشن — کلام شاعر خوش فکر چھپ گیا ہی آج

تاریخ از نتائج افکار منشی انند روپ صاحب صفا پیشکار جلسۂ جناب
رائے برومن کشن صاحب بہادر والد جناب مصنف صاحب آنریری مجسٹریٹ
رئیس مراد آباد دام اقبالہ

ہوا ہی طبع دیوان وقار ذی ہمم جب سے — لبان شاعران پر مدح اُس کی غائبانہ ہی
سن فصلی لکھہ ای کلک صفا یون از سر ہمت — کلام عاشقان ہی یہ کلام عاشقانہ ہی

تاریخ از نتائج افکار منشی بھیم سین صاحب ضبط پیشکار مصنف صاحب

دیوان اول ایسا چھپا ہی کہ چار سو — حد سے زیادہ شہرت نام وقار ہی
ای ضبط سال طبع لکھو یون ز روئے طبع — دیکھو یہ انتظام کلام وقار ہی

تاریخ از نتائج افکار منشی پتیم رائے صاحب شکر پیشکار جناب رائے صاحب موصوف

جس سخنور نے زمان طبع دیکھا یہ کہا — ہی عیان طرز کلام پاک سے شان وقار
لکھ سن فصلی ز روئے ادج یون ای کلک شکر — اور دیوانون سے ہان بڑھکر ہی دیوان وقار

۱۲۸۱ فصلی

تمت

یہ غزلین جناب مصنف کی بعد تمامی دیوان کے ہوئی تھین لہذا آخر مین تحریر ہوئین

وہ گھوڑے تیغ کف سر پر ہین — ہم بھی حاضر ہین جھکائے سر ہین

مسی مالیدہ لبون مین دندان
نہین ہین چشم خونبار مین اُنکی

کم ہی کیا مانع پرواز قفس
یان بھی ہی جوش جنون فصل بہار

آیئے کیجے قیامت برپا
سر شوریدہ کا ہووے جو علاج

پڑ گیا نام خدا عشق بتان
نہین بیوجہ ہی سر کو دوران

شب تاریک ہین اور اختر ہین
کیون یہ صیادنے کترے پر ہین
قبر مین چاہئے اک ٹھوکر ہین
تذکرے اپنے تو اب گھر گھر ہین
وشت کے یاد سب مجھے چکر ہین
میکشومی کے یہ بو و ساغر ہین
نوک مژگان جو ترے نشتر ہین
دامن کوہ مین کب پتھر ہین

سرنگون اُن سے نہو وین گے وقار
وہ جو سرکش ہین تو ہم خود سر ہین

اسیر دام گیسوے رسا ہین
زبان رکھتے ہین لیکن بیزبان ہین
بُرائی کے بھی قابل کیا بھلا ہین
عبث ہی حضرت عیسیٰ کی تدبیر
لب جان بخش کا ہمکو بھی بوسہ
گدائے حسن اُٹھین شاہ ہوجائین
گدائے حسن ہین گوا ی شہ حسن

بسہ قسمت گرفتار بلا ہین
جو باتین آپ کی ہین سب بجا ہین
تبھی ہم بھی تو مخلوق خدا ہین
یہ سب درد محبت لادوا ہین
نہین کیا قابل دار الشفا ہین
ولیکن عاشقون مین بادشا ہین
سپہر حسن کے ہم بھی ہما ہین

کہین طول شب ہجران کا کیا حال | درازی پر وہان زلف رسا ہین
نہین ہین چھوٹتے جو خار صحرا | کف پا بھی ہمارے کہربا ہین
چراتا ہے کف رنگین کے بوسے | تری یہ شوخیان وزد حنا ہین

وقار اتنی بھلا یہ گرم جوشی
ذرا سمجھو یہ بت سب بیوفا ہین

غزل جلسۂ مشاعرہ کہ خاص مطبع مین منعقد فرمایا تھا

کیون پریشان نہون اُس کے سراسر گیسو | میرے ماتم مین وہ کھولے رہا اکثر گیسو
روز شادی و شب غم ہے ازل سے باہم | اے صنم چاہیے عارض کے برابر گیسو
کوچۂ موج مین لہرانے لگے مار سیاہ | دھوے دریا پہ جو اُس شوخ نے جا کر گیسو
رکھا باہر نہ کبھی خانۂ زنجیر سے پانون | جب سے دیکھے ہین ترے اے پری پیکر گیسو
جس طرح سایہ فگن ہو گل تر پر سنبل | یون ہین اُس عارض رنگین پہ معنبر گیسو
سنبلہ مین ہی مگر آج قمر کی منزل | کون کہتا ہی کہ ہین یار کے منھ پر گیسو
لوگ کہتے ہین کہ افعی پہ سوار اژدر ہی | دیکھکر یار تری زلف کے اوپر گیسو
خط رخسار ترا نام خدا مصحف ہی | رتبہ تفسیر کا رکھتے ہین مقرر گیسو
ایک قسمت نہ کی قسام ازل نے دو کی | ماہ سیما ہوا رخسار معنبر گیسو
دیکھکر یار سمٹنے لگے لٹ دھاری سانپ | ہون دوپٹے سے جو بکھرے ہوے باہر گیسو
کیا لکھون وصف مین اُس حور کے گیسو کا وقار | سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

اور معشوقون کے بھی دیکھے ہین اکثر گیسو | نہین تیرے سے مگر یار معنبر گیسو

ہم سے منظور نہین آپ کو روپوشی گر | کس لیے چھوڑ دئیے ہین فرمائیے رخ پر گیسو

جب بندھا ہی شب فرقت مین تصور انکا | بن گئے میرے ڈرانے کو ہین اژدر گیسو

ہے تری زلف کا سودا مجھے قاتل دم ذبح | یاد آجائین عجب کیا تہ خنجر گیسو

کرکے غسل آپ جھٹکتے تو ہین ایجان جہان | کوئی آسیب نہ پہونچائین کمر پر گیسو

طول مین زلف حسینان سے ہین گر بڑھکے تو ہون | شام ہجران سے ہمارے نہین بڑھکر گیسو

کیجیے شانہ نہین آپ کو گر آتا دماغ | کہین ہو جائین پریشان نہ سراسر گیسو

رہتا دن بھر ہی تصور رخ روشن کا مجھے | رہتے ہین پیش نظر آپ کے شب بھر گیسو

خلقتی ہین وہ وقار انکا جنھین ہی سودا
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

خاتمۂ طبع چکیدۂ خامۂ گوہر بار منشی غلام محمد خان بخش سابق اڈیٹر اودھ اخبار

سبحان اللہ وقار نے کیا وقار سخن بڑھایا ہے ہر زمین مین گلزار معنی کھلایا ہی نظم

گلدستۂ رنگ و بوے صد گلزار | گوہر آبروے سبع بحار

چہ کلامے کہ ہست جان سخن | دفتر معنی و بیان سخن

بین کہ ہر بیت خانۂ عشق ست | یا کتاب فسانۂ عشق ست

پیش ہر مصرع ست بے معنی | نالۂ عندلیب زار اغنی

گلشن از رشک شوخی مضمون | مے خورد در دل و جگر صد خون

بارک اللہ چہ طرز دیوان ست   اللہ اللہ چہ این سخندان ست

کیون نہو آخر کس کے شاگرد رشید ہین جو فن شعر مین اپنے زمانے کے عمق اور لبید ہین وہ کون مخدوم و مکرم شفیق معظم نکتہ دان شیواز بان شاعر لاثانی جناب منشی محمد انور حسین صاحب تسلیم سہسوانی جن کا نام نامی ہندوستان مین شمع انجمن کی طرح ممتاز ہے سخن کو اُن کی ذات سے فروغ اور معنی کو سو طرح کا ناز ہی یہ دیوان جو رئیس نامدار عالی مقدار جناب راے کشن کمار صاحب وقار کی طبع موزون کا نتیجہ ہی طرفہ بہار سخن کا ثمرہ عجب دلچسپ و دلاویز بیان ہی کہ جان سخن ہزار جان سے اُس پر قربان ہی واقعی اس نخلبند معانی کی رنگین بیانی اور گلفشانی نے ہر جگہ زمین شعر مین وہ وہ گل کھلاے ہین کہ ہزارون کے رنگ اُڑا ئے ہین تازہ تازہ مضامین نے غنچۂ خاطر اہل فن شگفتہ کیا ہی چمنستان اشعار کے رنگ بہار نے رونق بازار گلزار اور فرخار کو شکستہ اور نہفتہ کیا ہی باوجودیکہ مشق ابتدائی ہی مگر ماشاء اللہ چشم بد دور کیا طبیعت خداداد پائی ہی کہ بڑے بڑے کامل مانتے ہین اور سالک طریق سخنوری جانتے ہین اس متانت اور فصاحت کی کس طرح نہ داد دیجیے ہر شعر لطافت بیز پر کیونکر نہ صاد کیجیے کہ ایک ایک مصرع عروس زیبا ہی ہر شعر شاہد رعنا ہی یہ نو عروسان گلستان سخن ہر رنگ و لباس اور زیبائش اور طرح طرح کی ناز و انداز و کرشمہ و آرایش کے ساتھ عاشقان معنی کو اپنا جوبن دکھاتے ہین اور عاشقان معنی اپنے دلہاے صافی ان کے نذر کر جاتے ہین مبدء فیاض کے فیض سے یہ گلزار ہمیشہ بہار

ایسا پھولا پھلا ہی کہ ایک عالم اس پر شیدا ہی یہ نگار رشک بہار ہمین کیون
نہ مرغوب دل ہو جبکہ کُل جدید لذیذ کا لطف حاصل ہو۔ ای شاعران
نازک خیال و زبان آوران باکمال دیکھو زور طبیعت اسے کہتے ہین موزونی طبع و
جودت اس کے معنی ہین نہ ہر شعر انتخاب لکھنا اور جو لکھنا لاجواب لکھنا یہ
کلام عکس کمال کا دم ساز ہی طائر فکر و خیال شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے
سچ تو یہ ہے کہ وہ کون فرد بشر ہے جس کو شعر و شاعری کا مذاق ہوگا اور پھر دیوان
وقار کا نہ اشتیاق ہوگا منشی صاحب والا مناقب بلند اقتدار یعنی جناب
منشی نول کشور صاحب مالک اودھ اخبار کی سخن سنجی بھی لائق تحسین و
آفرین ہی کہ ممدوح الیہ نے اس مجموعۂ خوبی کو جیسا یہ عمدہ تھا ویسے ہی
عمدہ اور خوش خط و خوشنما چھپوایا اور نقش و نگار طبع سے نگار معنی کو یک قلم
دلربا بنایا۔ الٰہی جب تک سخن و اہل سخن کا ساتھ رہے اس مطبع
کی بات تیرے ہاتھ رہے

از نتائج طبع منشی شنکر سروپ نجات خلف منشی رام سروپ صاحب
مالک و مہتمم مطبع ولکشا واقع فتح گڈھ شاگرد حضرت نادر

جو ہین رائے صاحب مکرم مرے
رئیس و شریف و امیر کبیر
بعون خدائے جلیل اند نون

فصیح و سخن گوے و شیرین کلام
خردمند و ذیجاہ و عالی مقام
ہوا اُن کا دیوان چھپ کر تمام

پے سال تاریخ مین نے نجات	لکھا دفتر عشق ہے لاکلام ۱۲۹۱ھ

چکیدہ خامۂ و بیر خبیر عطار ضمیر منشی بھگوان دیال صاحب متوسل مطبع اودھ اخبار

عجب بے مثل دیوان وقار ست	کہ نامد در نظر ہرگز مثالش
پے تاریخ ہجری گفت عاقل	بنام مرغوب دل تاریخ سالش

۱۲۹۱ھ

ایضاً

عجب دلچسپ دیوان وقار ست	کہ پیدا ہست ز و شان بلاغت
بتاریخ مسیحی گفت عاقل	بود نظم عجیب و پُر فصاحت

۱۸۷۴ع

ایضاً

خوب شایع گشت دیوان وقار	گوئیا باغ گل مضمون شگفت
کلک عاقل از پے تاریخ سال	دلکشا مضمون مکارم نظم گشت

۱۲۹۱

قطعہ تاریخ از فخر شعرائے سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف ۱۲۹۱

ہوا طبع کیا ہے یہ نادر سخن	مضامین سحر آفرین ہین رقم
لکھا مصرعہ سال اشرف یہی	بیان سخندان ابر کرم

۱۲۹۱

از نتائج طبع منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چھپا کیا خوب یہ دیوان وقار نکتہ پرور کا	کہ جس کا مرتبہ شعری سے بھی اعلیٰ ہی ارفع کا
کلام پاک کی ارباب معنی کیا صفت لکھین	مسجع ہی مقفی ہی مسجع ہی
فروغ حسن معنی کا نہ پوچھو ماجرا ہم سے	جو مطلع ہی وہ گویا نیر اعظم کا مطلع ہی

عدو جلتے ہیں جس دم دیکھتے ہیں گرم مضمونکو
نظر کیا خاک آئے حاسدِ بے بین کو حسن اُنکا
پے تاریخ اے تسلیم کچھ دل کو خیال آیا
لکھا مصرع یہ بہر سال میرے کلک رنگین نے

سراپا برق برجستہ ہی جو برجستہ مصرع ہی
عروسان معانی کے لیے ہر لفظ برقع ہی
کہ یہ بھی مقتضائے فکر طبع اہل مطبع ہی
چھپا دیوان با تصویر کا کوئی مرقع ہی ۱۲۹۱

قطعات تاریخ از نتائج فکر بلند جناب سید منصور علی صاحب منصور

ہر اک شعر اس کا ہی شور و فغان
سُنی جس کسی نے کہ اس کی غزل
سن اس کے جو منصور پوچھے کوئی

یہ دیوان ہی یا قصۂ عندلیب
کہا اُس نے ہی کلمۂ عندلیب
تو کہدے یہ ہی نغمۂ عندلیب ۱۲۹۱ھ

ایضاً

آن چمن آرای دولت نامور
بلبلم در گلشن تاریخ آن

طرفہ دیوانش کہ بستان سخن
نغمہ زن زیبا گلستان سخن ۱۲۹۱ھ

ایضاً

چون تخلص با وقار آمد کہ او
گل وقار از شعر و دیوانش کہ شد

کار و بار او بآئین وقار
سال آن دلجو مضامین وقار ۱۲۹۱ھ

ایضاً

زہے آن صاحب دیوان دولت
سن تاریخ آن منصور گفتا

چہ دیوانش کہ شد موزون بانداز
کہ بہ دیوان پری مضمون بانداز ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ

گلشن آرای بہار عز و شان غنچہ تاریخ آن گل می کنند زہے دیوان آن صاحب تجمل کند تحریر ہمچون بلبل من	ایضاً	سوز دیوانش چراغ افروز دل نغمۂ بلبل زہے ۱۲۹۱ با سوز دل گز و فصل بہاری سے کند گل سنین آن ز معنی غنچہ و گل ۱۲۹۱ھ

ایضاً در صنعت یعنی در حرف منقوط

زہے دیوان کہ رنگ افروز الفت سن تاریخ آن در حرف منقوط		بہار جان گداز بہیا ... ریاض عشق باز بہیا ... ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ در صنعت کہ بیک مصرع دو تاریخ بحرف نقط و بے نقط ...

وہ چہ دیوان کہ از جان شد پری لواذش در حرف مہمل و معجم بیک مصرع دو سال		گوہر معنی دے چون گوہر غلطان ... گو ہمہ تحریر و تقریر شکر ریزان ...

ایضاً قطعۂ تاریخ در صنعت

طرفہ این دیوان آن نامی کلیم در صغیر و در وسیط و در کبیر		ہمچو او نامی و بے خامی ... سال آن موزون بیان نا... ۱۲۹۱

الحمد للہ کہ یہ دیوان لطف بنیان بہ سرپرستی رائے بہادر جناب منشی پراگ ن...
صاحب مالک مطبع بماہ جولائی ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۳۱...
مطبع منشی نول کشور میں طبع ہوا

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

مسمّی بہ یعنی دیوان شاعر

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظرثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مقبول چھپا ہوا

مثنوی در صفت کشمیر

اطلاع اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی ... مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائ... اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صـ... سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و مثنویات و دواوین وغیرہ نظم و نثر اُردو مین درج ہین تاکہ جس فن کی ... ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
		دیوان شاہ تراب
کلیات ودواوین		کلیات نظیر اکبرآبادی
کلیات ظفر ہر چہار جلد کامل دو جلد مین	عکہر	زندگانی بینظیر یعنی سوانحعمری میان نظیر
انتخاب کلیات ظفر	٦ر	دیوان وقار۔ مصنفہ راجہ کشن کمار
کلیات مومن	۹ر۳ پائی	بہارستان اشعار مصنفہ راے کشن کمار
دیوان ناسخ	۱۲ر٦ پائی	کلیات نظیر اکبرآبادی کلان از شہباز
کلیات آتش	۸ر	کلیات صفدر
کلیات نعتیہ مجید	عہر	کلیات وہبی کاغذ دو قسم
کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۲ر	(۱) کاغذ سفید چکنا
کلیات میر تقی میر	عہ ہہ ر	(۲) کاغذ سفید رسمی
کلیات سودا	عہ ہہ ر	دیوان غافل
کلیات انشا اللہ خان	عہر	دیوان ذوق۔
کلیات نساخ مین سے حسب ذیل رسائل موجو...		دیوان فدا جلد ثانی
...ن جو علحدہ بھی فروخت ہوتے ہین ۔		دیوان داغ
شاہد عشرت	٦ پائی	گلزار داغ
سخن شعرا	۱۵ر	آفتاب داغ
...بان ریختہ	٦ پائی	دیوان رند
احمد... منتخب	۳ر۳ پائی	دیوان غالب
صاحب...	۹ر۹ پائی	دیوان مرغوب جہان
مطبع ...سی	عہ ہہ ر پ	دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب۔

نام کتاب	قیمت
دیوان خواجہ میر درد	۲/
دیوان بہار عرب	۱/۶ پائی
بہارستان سخن	۷/۳ پائی
دیوان لطف	۲/
دیوان نیاز	۲/
شرح یوسفی دیوان حافظ	۴/
دیوان نعت سروری	۴/۳ پائی
دیوان حیرار	۳/۹ پائی
دیوان عاشق	۲/
دیوان ضامن	۲/۹ پائی
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۶/۳ پائی
دیوان شائستہ پاسخ	۸/
دیوان احمد ایزدی	۳/
دیوان چمنستان جوش	۷/
دیوان سجتاد	۴/۶ پائی
مجمع الاشعار	۴/۶ پائی
چمن بے نظیر	۱۱/۶ پائی
دیوان گویا کاغذ سفید وخانی	۳/۹ پائی
گلدستۂ امانت	۱/
دیوان حیرت	۷/
نوشتۂ آخرت	۸/
دیوان سخن دہلوی جلی قلم - دو قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید گندہ	عہ/ پ
(۲) کاغذ سفید رسمی	۹/ پ
دیوان سکیش جلد اول موسوم بہ میخانۂ عشق	۲/

نام کتاب	قیمت
دیوان شہیدی	۳/۲ پائی
گلدستۂ حفیظ اللہ خان	عہ/
ترجمہ شرح قصائد عرفی مترجمہ مولوی ابوالحسن	۶/
عجیب غریب شرح قصائد عرفی	۱۳/۳ پائی
دیوان سحر سامری حصہ اول ودوم یکجائی	۵/
دیوان نعتیہ	۳/
دیوان عیشی معروف بہ تمکین معرفت	۸/ پ
شرح قصائد بدر چاچ بزبان اردو	۱۴/ پ
دیوان مناقب خیر البشر	۱/۹ پائی
ذو لسانین مجمع البحرین فارسی و اردو قصائد	عہ/

مثنویات

نام کتاب	قیمت
مثنوی بہارستان نادان ترجمہ مثنوی غنیمت	۲/۶ پائی
مثنوی موجۂ غم - مع مثنوی نالۂ حزین	۹ پائی
مثنوی یوسف زلیخا منظوم - از منشی نند کشور	۲/۶ پائی
ترجمان عصمت	۱/۶ پائی
مثنوی زر جعفری	۳/
مثنوی زینت انجمن	۱/۶ پائی
مثنوی سعدین	۱/
مثنوی دلآویز	۱/
مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرہ ماسہ	۱/
مثنوی حیرت افزا	۱/
مثنوی طلسم جہان	۴/
مخمس کریما	۶ پائی
مثنوی درصفت کشمیر	۱/

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
مثنوی دریاے عشق	۲/	واسوخت ناظم
مثنوی بلبھ چیز تر	۹ پائی	واسوخت ہلال
مثنوی حور جنان	۳/	واسوخت لااوری
مثنوی گلدستۂ معنی	بلا وشعاعی ۱/۶ پائی	واسوخت اسیر
مسدس کریما	۶ پائی	واسوخت شمیم
اندر سبھا امانت و مداری لال باتصویر	۱/۶ پائی	واسوخت نوائی
بارہ ماسہ سندر کلی	۶ پائی	واسوخت ہمت
مثنوی گلزار نسیم	۱/	واسوخت فغان حیدر
مثنوی میر حسن دہلوی - با	۱/۹ پائی	واسوخت ثانی نمک
مثنوی یوسف زلیخا - از استاد فگار	۲/۶ پائی	واسوخت حکیم
شرح یوسف زلیخاے جامی	۸/	واسوخت مہر
مثنوی دفتر سحر	۸/پ	واسوخت صفیر
مثنوی گلشن عشق	۶ پائی	واسوخت جذب
نوید پنجتن	۱/پ	واسوخت قلق
منظوم دل آرام	۳/پ	واسوخت عیش
مثنوی مخزن تدابیر	۱۰/	واسوخت عقیل
مثنوی لالہ رخ یعنی جذبات نادر کاغذ سفید گنہ	۱۲/	واسوخت فائق
ایضاً کاغذ رسمی	۸/	واسوخت یادگار
واسوخت		واسوخت مظہر
		واسوخت میر
اجل نامہ	۶ پائی	واسوخت ملال
واسوخت خرد امانت	۱/	واسوخت نور
واسوخت بحر	۹ پائی	واسوخت نثار
واسوخت نظام رعنا	۲/	واسوخت مجرم
نغمۂ ہزار	۳/پ	واسوخت افسون سحر